ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد 24

جمعۃ المبارک 02 جون 2017ء

06 رمضان 1438 ہجری قمری ❁ 02 احسان 1396 ہجری شمسی

شمارہ 22

سایۂ رحمت کا مہینہ

حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم پر رمضان کا مہینہ آیا ہے۔ یہ برکت کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تم پر سایۂ رحمت کرتا ہے اور تمہاری خطاؤں کو مٹاتا ہے اور اس مہینے میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

(الترغیب و الترھیب کتاب الصوم حدیث نمبر 1490 جلد 2 صفحہ 60)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

توتکفیر کر کے تقویٰ کی حد سے تجاوز کر گیا ہے کیا تو نے میرا دل پھاڑ کر دیکھا ہے یا میرے اندرونے کو دیکھ لیا ہے؟

ہر مکر جو تو کرنا چاہتا ہے اپنی خباثت سے کمال تک پہنچا دے۔ اور اپنے بندے کو پناہ دینے کے لئے اللہ ہی کافی ہے۔

یَا لَیۡتَ مَا وَلَدَتۡ کَمِثۡلِکَ حَامِلٌ ... خُفَّاشُ ظُلُمَاتٍ عَدُوُّ ضِیَاءِ

کاش کہ کوئی ماں تیرے جیسا ظلمتوں کا چمگادڑ اور روشنی کا دشمن نہ جنتی۔

تَسۡعٰی لِتَأۡخُذَنِی الۡحُکُوۡمَۃُ مُجۡرِمًا ... وَیۡلٌ لِّکُلِّ مُزَوِّرٍ وَّشَّاءِ

تو کوشش کر رہا ہے کہ حکومت مجھے مجرم سمجھ کر گرفتار کرے۔ ہر فریبی، چغل خور پر پھٹکار ہے۔

لَوۡ کُنۡتُ اُعۡطِیۡتُ الۡوَلَاءَ لَعِفۡتُہٗ ... مَا لِیۡ وَ دُنۡیَاکُمۡ کَفَانِ کِسَائِیۡ

اگر مجھے حکومت بھی دی جاتی تو میں اسے ناپسند کرتا۔ میرا تمہاری دنیا سے کیا تعلق ہے؟ میرے لئے تو میری کملی ہی کافی ہے۔

مِتۡنَا بِمَوۡتٍ لَّا یَرَاہُ عَدُوُّنَا ... بَعُدَتۡ جَنَازَتُنَا مِنَ الۡاَحۡیَاءِ

ہم تو ایسی موت مر گئے ہیں جس کی حقیقت ہمارا دشمن نہیں جانتا اور ہمارا جنازہ زندوں (کی نگاہوں) سے دور پڑا ہوا ہے۔

تُغۡرِیۡ بِقَوۡلٍ مُّفۡتَرًی وَّ تَخَرُّصٍ ... حُکَّامَنَا الظَّآنِّیۡنَ کَالۡجُہَلَاءِ

تو افتراء اور اٹکل سے اُکسا رہا ہے ہمارے ان حکّام کو جو ناواقفوں کی طرح بدظن ہیں۔

یَا اَیُّہَا الۡاَعۡمٰی اَ تُنۡکِرُ قَادِرًا ... یَحۡمِیۡ اَحِبَّتَہٗ مِنَ الۡاِیۡوَاءِ

اے اندھے! کیا تو اس قادر کا انکار کرتا ہے جو اپنے پاس جگہ دے کر اپنے محبوں کی حمایت کرتا ہے۔

اَ نَسِیۡتَ کَیۡفَ حَمَا الۡقَدِیۡرُ کَلِیۡمَہٗ ... اَوَ مَا سَمِعۡتَ مَاٰلَ شَمۡسِ حِرَاءِ

کیا تو بھول گیا ہے کہ کس طرح قادر خدا نے اپنے کلیم موسیٰ کی حمایت کی۔ اور کیا تو نے غارِ حراء کے سورج کے انجام کو نہیں سنا۔

نَحۡوَ السَّمَاءِ وَ اَمۡرِہَا لَا تَنۡظُرَنۡ ... فِی الۡاَرۡضِ دُسَّتۡ عَیۡنُکَ الۡعَمۡیَاءِ

تیری نگاہ آسمان اور اس کے حکم کی طرف ہرگز نہیں جائے گی کیونکہ تیری نابینا آنکھ تو زمین میں دھنسی ہوئی ہے۔

غَرَّتۡکَ اَقۡوَالٌ بِغَیۡرِ بَصِیۡرَۃٍ ... سُتِرَتۡ عَلَیۡکَ حَقِیۡقَۃُ الۡاَنۡبَاءِ

تجھے عدمِ بصیرت کی وجہ سے بعض باتوں نے دھوکہ دیا ہے اور تجھ پر آئندہ کی خبروں کی حقیقت پوشیدہ ہو گئی ہے۔

اَدۡخَلۡتَ حِزۡبَکَ فِیۡ قَلِیۡبِ ضَلَالَۃٍ ... اَفَہٰذِہٖ مِنۡ سِیۡرَۃِ الصُّلَحَاءِ

تو نے اپنے گروہ کو ضلالت کے کنوئیں میں ڈال دیا ہے۔ کیا نیکوں کی سیرت ایسی ہی ہوتی ہے؟

جَاوَزۡتَ بِالتَّکۡفِیۡرِ مِنۡ حَدِّ التُّقٰی ... اَ شَقَقۡتَ قَلۡبِیۡ اَوۡ رَأَیۡتَ خِفَائِیۡ

توتکفیر کر کے تقویٰ کی حد سے تجاوز کر گیا ہے کیا تو نے میرا دل پھاڑ کر دیکھا ہے یا میرے اندرونے کو دیکھ لیا ہے؟

کَمِّلۡ بِخُبۡثِکَ کُلَّ کَیۡدٍ تَقۡصِدُ ... وَاللّٰہُ یَکۡفِی الۡعَبۡدَ لِلۡاِرۡزَاءِ

ہر مکر جو تو کرنا چاہتا ہے اپنی خباثت سے کمال تک پہنچا دے۔ اور اپنے بندے کو پناہ دینے کے لئے اللہ ہی کافی ہے۔

تَأۡتِیۡکَ اٰیَاتِیۡ فَتَعۡرِفُ وَجۡہَہَا ... فَاصۡبِرۡ وَ لَا تَتۡرُکۡ طَرِیۡقَ حَیَاءِ

میرے نشان تیرے پاس آئیں گے پس تو ان کی حقیقت کو پہچان لے گا۔ پس صبر کر اور حیا کا طریق نہ چھوڑ۔

اِنِّیۡ کَتَبۡتُ الۡکُتُبَ مِثۡلَ خَوَارِقٍ ... اُنۡظُرۡ اَعِنۡدَکَ مَا یَصُوۡبُ کَمَائِیۡ

میں نے معجزات کے رنگ میں کتابیں لکھی ہیں۔ دیکھ کیا تیرے پاس ایسا پانی ہے جو میرے پانی کی طرح برسے۔

اِنۡ کُنۡتَ تَقۡدِرُ یَا خَصِیۡمِ کَقُدۡرَتِیۡ ... فَاکۡتُبۡ کَمِثۡلِیۡ قَاعِدًا بِحِذَائِیۡ

اے میرے مخاصم! اگر تو میری طرح قدرت رکھتا ہے تو میری طرح میرے سامنے بیٹھ کر لکھ۔

مَا کُنۡتَ تَرۡضٰی اَنۡ تُسَمّٰی جَاہِلًا ... فَالۡاٰنَ کَیۡفَ قَعَدۡتَ کَاللَّکۡنَاءِ

تُو تو جاہل کہلانے پر راضی نہ تھا سو اب تو ژولیدہ زبان عورت کی طرح کیسے بیٹھ گیا ہے۔

قَدۡ قُلۡتَ لِلسُّفَہَاءِ اِنَّ کِتَابَہٗ ... عَفِصٌ یُّہَیِّجُ الۡقَیۡئَ مِنۡ اِصۡغَاءِ

تو نے بیوقوفوں سے کہا کہ اس کی کتاب بدمزہ ہے جس کے سننے سے قَے آتی ہے۔

مَا قُلۡتَ کَالۡاُدَبَاءِ قُلۡ لِّیۡ بَعۡدَ مَا ... ظَہَرَتۡ عَلَیۡکَ رَسَائِلِیۡ کَقُیَاءِ

مجھے بتا کہ تو نے ادیبوں کی طرح کیا کہا ہے اس کے بعد کہ تجھے میرے رسالے قَے کی طرح دکھائی دیئے۔

قَدۡ قُلۡتَ اِنِّیۡ بَاسِلٌ مُّتَوَغِّلٌ ... سَمَّیۡتَنِیۡ صَیۡدًا مِّنَ الۡخُیَلَاءِ

تو نے دعویٰ کیا ہے کہ میں دلاور ہوں اور علم میں مہارت رکھنے والا ہوں اور تکبّر سے تو نے میرا نام شکار رکھا تھا۔

اَلۡیَوۡمَ مِنِّیۡ قَدۡ ہَرَبۡتَ کَاَرۡنَبٍ ... خَوۡفًا مِّنَ الۡاِخۡزَاءِ وَ الۡاِعۡرَاءِ

آج تو تُو میرے مقابلے میں خرگوش کی طرح بھاگا ہے۔ رُسوا اور ننگا ہونے کے خوف سے۔

فَکِّرۡ اَمَا ہٰذَا التَّخَوُّفُ اٰیَۃٌ ... رُعۡبًا مِّنَ الرَّحۡمٰنِ لِلۡاِدۡرَاءِ

سوچ کہ کیا تیرا یہ مرعوب ہو کر ڈرنا تجھے سمجھانے کے لئے خدائے رحمان کی طرف سے نشان نہیں ہے۔

کَیۡفَ النِّضَالُ وَ اَنۡتَ تَہۡرُبُ خَشۡیَۃً ... اُنۡظُرۡ اِلٰی ذُلٍّ مِّنِ اسۡتِعۡلَاءِ

تُو مجھ سے کس طرح مقابلہ کر سکتا ہے حالانکہ تو مجھ سے ڈر کر بھاگ رہا ہے۔ دیکھ اس ذلّت کی طرف جو تکبرّ کرنے کی وجہ سے تجھے پہنچی ہے۔

اِنَّ الۡمُہَیۡمِنَ لَا یُحِبُّ تَکَبُّرًا ... مِنۡ خَلۡقِہِ الضُّعَفَاءِ دُوۡدِ فَنَاءِ

بے شک خدائے مہیمن تکبّر کو پسند نہیں کرتا اپنی کمزور مخلوق کی طرف سے جو فنا کا کیڑا ہے۔

........(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 220 تا 222۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 22 جولائی 2015ء بروز بدھ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں دو نکاحوں کے اعلان کروں گا۔

اللہ تعالیٰ ان ہر دو نکاحوں کے فریقین کو اپنی ذمہ داریاں سمجھتے ہوئے اپنے اس نئے رشتہ کو اعلیٰ رنگ میں قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور جہاں یہ آپس میں خود تقویٰ سے کام لیتے ہوئے ایک دوسرے کے اعتماد کو قائم کرنے والے ہوں وہاں آئندہ آنے والی نسلوں کی بھی صحیح تربیت کرنے والے ہوں۔ اور ان کو جماعت کا اور اسلام کا ایک فائدہ مند وجود بنانے والے ہوں۔

ان چند الفاظ کے ساتھ اب مَیں نکاحوں کا اعلان کروں گا۔

پہلا نکاح عزیزہ عروبہ ظفر واقفۂ نو بنت مکرم ظفر اقبال صاحب کا ہے جو عزیزم صہیب احمد ابن مکرم ناصر احمد صاحب (سلاؤ) کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا:

اگلا نکاح ہے عزیزہ نادیہ گُل آغا بنت مکرم آغا شاہنواز خان صاحب۔ یہ بچی نو مبائعہ ہیں۔ ان کا نکاح طے پایا ہے عزیزم حماد الرحمٰن ابن مکرم فضل الرحمٰن صاحب (فیلتھم) کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر۔ دلہن کے وکیل ان کے بہنوئی سید زین خان صاحب ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا:

دوسرا نکاح عزیزہ دُرِّ عجم واقفۂ نو کا ہے جو ہمارے واقف زندگی مربی سلسلہ مکرم عبدالسلام شاہد صاحب کی بیٹی ہیں۔ یہ عزیزم نوید احمد ظفر جو واقف زندگی اور مربی سلسلہ ہیں اور اس وقت ریسرچ سیل ربوہ میں کام کر رہے ہیں اور مجید احمد بشیر صاحب کے بیٹے ہیں، کے ساتھ ایک لاکھ پچیس ہزار روپے حق مہر پر طے پایا ہے۔

مجید احمد بشیر صاحب کو بھی ایک عرصہ گھانا میں وقف کی توفیق ملی۔ یہ دونوں آپس میں رشتہ دار بھی ہیں اور جماعت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق رکھنے والا پرانا خدمتگزار خاندان ہے۔ اللہ تعالیٰ واقف زندگی ہونے کی حیثیت سے عزیزم نوید احمد ظفر کو بھی بہترین رنگ میں اپنے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ رشتہ بابرکت کرے۔ دونوں کی طرف سے وکیل مقرر ہیں۔ مکرم مجید احمد بشیر صاحب عزیزہ دُرِّ عجم کے وکیل ہیں اور عزیزم سعید احمد نذیر، نوید احمد ظفر کے وکیل ہیں۔

حضور انور نے فریقین کے درمیان ایجاب و قبول کروایا، جس کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ یہ رشتے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ دعا کرلیں۔

(مرتبہ:۔ ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆...☆...☆

مصطفیؐ پر تیرا بیحد ہو سلام اور رحمت   اُس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روزے سے محبت

(امۃ الباری ناصر)

روزہ اطاعتِ الٰہی کی ایک مشق ہے۔ اپنی ضروریات، خواہشات، توجہات کو رضائے الٰہی کے ماتحت کرنے کے لئے نفس کا مجاہدہ ہے۔ قربانی کا حوصلہ ہے۔ گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور آئندہ گناہوں سے بچنے کے لئے ڈھال ہے۔ نفس کی پاکیزگی کے لئے ہمہ وقت تسبیح، تحمید، ذکر الٰہی، نوافل، نماز، تہجد، تلاوتِ قرآن کی ترغیب ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ، صدقہ و خیرات کا تعامل ہے۔ شر سے حفاظت اور خیر کے حصول کی ضمانت ہے۔ اور کھانے میں اعتدال اور کمی سے روحانیت اور ملائک جیسی خصوصیات کا تعارف ہے۔ کما حقہٗ روزے رکھنا بفضل الٰہی اللہ تبارک تعالیٰ کے قرب کا حصول ہے۔

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت کی ہر راہ کے رہبرِ کامل ہیں۔ آپؐ پر تزکیہ نفس کے لئے جو بھی احکام الٰہی نازل ہوتے پہلے آپؐ خود اس پر تمام تر باریکیوں کے ساتھ عمل فرماتے۔ آپؐ کا اسوۂ حسنہ اصولی اور عملی تعلیم کا کامل نمونہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کئے ہیں اور میں نے اپنی سنت کے ذریعے اس کے قیام کا طریق بتا دیا ہے۔ پس جو شخص حالتِ ایمان میں اپنا محاسبہ کرتے ہوئے روزے رکھے گا۔ اور قیام کرے گا تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوجائے گا جیسے اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا‘‘۔

(سنن نسائی کتاب الصوم حدیث نمبر 2180)

آپؐ کو اس عبادت سے اس قدر شغف تھا کہ خاص اہتمام سے کثرت سے روزے رکھتے۔ نبوت کے بعد مکہ میں جبکہ ابھی روزے کی فرضیت کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے آپؐ کئی مہینوں تک مسلسل روزے رکھتے رہے۔ روزے رکھتے تو لگتا اب کبھی ناغہ نہیں کریں گے۔ پھر روزہ چھوڑ دیتے تو لگتا کبھی روزہ نہیں رکھیں گے۔

(بخاری کتاب الجمعہ حدیث نمبر 1073)

فرضیت کے بعد رمضان کے علاوہ شعبان کے مہینے میں بھی اکثر روزے رکھتے۔ (بخاری کتاب الصوم 1834)

مہینے کے نصف اول میں اکثر روزے رکھتے اور مہینے میں تین دن معمولاً روزہ رکھتے بالعموم مہینے کے پہلے سوموار اور پھر اگلے دونوں جمعرات کے دن روزہ رکھتے۔

(مسلم کتاب الصیام حدیث نمبر 1972)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سوموار اور جمعرات کو اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کئے جاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں پیش ہوں کہ میں روزہ دار ہوں۔ (ترمذی باب الصیام)

اس کے علاوہ محرم کے دس اور شوال کے چھ روزے بھی رکھتے۔ روزے اس طرح بھی رکھتے کہ گھر تشریف لاتے اگر کھانے کو کچھ نہ ہوتا تو روزہ کی نیت کرلیتے۔ (ترمذی باب الصیام)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھنا اس قدر پسند فرماتے تھے کہ بعض اوقات بغیر سحری کھائے روزے کی نیت فرمالیتے اور کئی دن تک یہی تسلسل رہتا مگر دوسروں کو اس طرح وِصال کے روزے رکھنے کی ازراہ شفقت اجازت نہ دیتے اس کی جو وجہ بیان فرمائی وہ آپؐ کے اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق کا بہت حسین اظہار ہے آپؐ نے فرمایا:

’’میں تم میں سے کسی کی طرح نہیں ہوں میں رات ایسی حالت میں گزارتا ہوں کہ میرے لئے ایک کھلانے والا ہوتا ہے جو مجھے کھلاتا ہے اور ایک پلانے والا ہوتا ہے جو مجھے پلاتا ہے۔‘‘

(بخاری کتاب الصوم حدیث نمبر 1963)

روزوں میں معمولات کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم نیکی میں لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ اور رمضان میں بہت زیادہ سخاوت کرتے تھے۔ جب حضرت جبرئیلؑ آپؐ سے ملتے اور حضرت جبرئیلؑ رمضان کی ہر رات آپؐ سے ملاقات کرتے تھے۔ یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کا دور کرتے۔ جب حضرت جبرئیلؑ آپؐ سے ملتے تو آپؐ نیکی میں تازہ چلنے والی ہوا سے بھی تیز ہوتے‘‘۔ (بخاری کتاب الصوم حدیث نمبر 1902)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

’’رمضان کے مہینے میں آپؐ کثرت سے قرآنِ کریم کی تلاوت فرماتے۔ حضرت جبرئیل کے ساتھ ہر ماہ قرآن کریم کی دہرائی فرماتے وفات سے قبل آخری رمضان میں آپؐ نے دو بار قرآنِ کریم دہرایا‘‘۔

(بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

روزہ رکھنے کے شوق اور اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ غیر معمولی صحت، ہمت و طاقت اور برداشت کے باوجود رضائے الٰہی میں جب روزہ چھوڑنے کا حکم ہوتا تو اس پر عمل فرماتے یہ سمجھانے کے لئے کہ ثواب اطاعت میں ہے آپؐ سفر میں روزہ نہ رکھتے۔ سب کے سامنے کچھ کھانے پینے سے اطاعت کا عملی درس دیتے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکّہ کے لئے نکلے تو آپؐ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ آپؐ عسفان پہنچے تو پھر پانی منگوایا اور آپؐ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے اٹھایا تا کہ لوگ دیکھ لیں پھر آپؐ نے روزہ کھول دیا اور اسی حالت افطار میں مکہ پہنچ گئے۔ اور یہ واقعہ رمضان میں ہوا...‘‘۔

(بخاری کتاب الصوم حدیث نمبر 1948)

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں:

’’جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمر ہمت کس لیتے۔ بیدار رہ کر راتوں کو زندہ کرتے۔ خود بھی عبادت کرتے اہلِ بیت کو بھی جگاتے۔ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے اور آپؐ کا یہی معمول وفات تک رہا‘‘۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ التراویح حدیث 1884)

اس سراجِ منیر سے روشن ہونے والے بدرِ کامل حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام نے قرآنی احکام اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ سمجھا اور اسلام کے دورِ آخرین میں اسلام کا، مرور زمانہ سے در آنے والے رطب و یابس سے مبرا اصلی حسین چہرہ خود عمل کر کے دکھایا۔ قرب الٰہی کی راہوں کے متلاشی روزوں کی عبادت کی قبولیت سے خوب واقف تھے۔ فرماتے ہیں:

’’یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلیٔ قلب کرتا ہے۔ تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس اَمّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 561-562)

آپؑ نے وہ نقوشِ قدم پالئے تھے جو سیدھے یار کے کوچے میں لے جاتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے ان ایام میں کھانے پینے کے خیال سے فارغ ہو کر اور ان ضرورتوں سے انقطاع کر کے تبتل الی اللہ حاصل کرنا چاہئے‘‘۔

(تقاریر جلسہ سالانہ 1906ء صفحہ 21-20)

وہی مسلسل روزے رکھنے کا انداز، کھانے پینے کے خیال سے فارغ، ہمہ تن درگاہ مولا کریم و رحیم پر جھکے ہوئے۔

مکرم مولانا دوست محمد صاحب (مرحوم) مؤرخِ احمدیت تحریر کرتے ہیں:

’’جوانی کے عالم میں ایک دفعہ مسلسل آٹھ نَو ماہ تک روزے رکھے اور آہستہ آہستہ خوراک کو اس قدر کم کر دیا کہ دن رات میں چند تولہ سے زیادہ نہیں کھاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے خدا کے فضل سے اپنے نفس پر اس قدر قدرت حاصل ہے کہ اگر کبھی فاقہ کرنا پڑے تو قبل اس کے کہ مجھے ذرا بھی اضطراب ہو ایک موٹا تازہ شخص اپنی جان کھو بیٹھے۔ بڑھاپے میں بھی جب کہ صحت کی خرابی اور عمر کے طبعی تقاضے اور کام کے بھاری بوجھ نے گویا جسمانی طاقتوں کو توڑ کر رکھ دیا تھا روزے کے ساتھ خاص محبت تھی۔ اور بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ سحری کھا کر روزہ رکھتے تھے اور دن کے دوران میں ضعف سے مغلوب ہو کر جبکہ قریباً غشی کی سی حالت ہونے لگتی تھی خدائی حکم کے ماتحت روزہ چھوڑ دیتے تھے مگر جب دوسرا دن آتا تو پھر روزہ رکھ لیتے‘‘۔

(تاریخ احمدیت جدید ایڈیشن جلد 2 صفحہ 384)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود اس طرح کا مجاہدہ

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر452

مکرمہ غنیٰ اصبحی العجان صاحبہ(1)

مکرمہ غنیٰ اصبحی العجان صاحبہ کا تعلق سیریا سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1964ء میں ہوئی۔انہیں بعض رؤیا اور کشوف کے بعد 2007ء میں امام الزمان علیہ السلام کی بیعت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ وہ احمدیت کی طرف اپنے سفر کا احوال کچھ یوں بیان کرتی ہیں:

مَیں جب اپنی زندگی پر غور کرتی ہوں تو اس یقین پر قائم ہوجاتی ہوں کہ خدا تعالیٰ خود شروع سے ہی مجھے احمدیت کی جانب کھینچ کر لے آرہا تھا۔میری زندگی کا ہر مرحلہ گویا احمدیت کی جانب ایک قدم تھا،اس لئے احمدیت کی طرف سفر کی تفصیل میں مجھے اپنے خاندان کے حالات کا بھی کچھ تذکرہ کرنا پڑے گا۔

میری والدہ بہت صابر اور معتدل مزاج خاتون تھیں۔ حالات نے ان کی طبیعت میں بہت ٹھہراؤ پیدا کردیا تھا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ان سے یہ صفات وراثت میں مجھے ملیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ کم تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود بھی میں بفضلہٖ تعالیٰ پُر اعتماد اور مضبوط شخصیت کی مالک ہوں۔

والدہ صاحبہ کی شخصیت پر حالات نے گہرا اثر چھوڑا تھا۔ان کی کم عمری میں شادی ہوئی اور محض آٹھ ماہ کے بعد ہی علیحدگی ہوگئی۔ ہمارے معاشرے میں مطلقہ عورت ظلم کا شکار رہے۔میری والدہ صاحبہ کے ساتھ بھی یہی ظلم روا رکھا گیا اور طلاق کے بعد زبردستی ان کی شادی میرے والد صاحب سے کروا دی گئی جبکہ وہ عمر میں میری والدہ سے 40سال بڑے تھے۔

تقریباً تین سال کے بعد والد صاحب کی وفات ہوگئی جس کے دو سال بعد والدہ صاحبہ کی شادی ایک نہایت نیک ،صالح اور اعلیٰ اخلاق کے مالک نوجوان سے ہوگئی جس نے ہمیں اپنے بچوں کی طرح پالا اور کبھی کسی محرومی کا احساس نہیں ہونے دیا،حقیقت یہ ہے کہ میں انہیں ہی اپنا والد سمجھتی تھی۔ پھر ہوش کی عمر کو پہنچ کر مجھے پتہ چلا کہ میرے والد صاحب وفات پا چکے ہیں۔میری اچھی تربیت میں والدہ کے ساتھ اس مہربان شخص کا بھی بہت ہاتھ ہے۔

آخری زمانے کی خبروں میں دلچسپی

میری والدہ صاحبہ بہت مہمان نواز تھیں جس کی وجہ سے ہمارا گھر مہمانوں سے بھرا رہتا تھا اور جب مہمان آتے تھے تو دینی گھرانہ ہونے کی وجہ سے اکثر دینی امور کے بارہ میں باتیں ہوتی رہتی تھیں۔بچپن ہی سے مَیں یہ باتیں سنتی اور غیر محسوس طریق پر بعض باتیں اخذ کرتی رہتی تھی۔

مجھے یاد ہے کہ میں دس سال کی تھی جب میں نے اپنے نانا جان کی زبانی سنا کہ آخری زمانے میں دجال ظاہر ہوگا اور اسے قتل کرنے کے لئے مسیح موعود کو بھیجا جائے گا۔ یہ بات میرے دماغ میں بچپن ہی سے اٹک کر رہ گئی۔

میری خالائیں بھی علماء کے دروس وغیرہ میں حاضر ہوتی رہتی تھیں اور میں ان سے اکثر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں سنتی تو میرا دل آپؐ کی محبت سے بھر جاتا۔

گو میں نے ساتویں جماعت تک تعلیم حاصل کی لیکن مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ کوئی کتاب کوئی رسالہ اور کوئی اخبار مجھے گھر میں نظر آتا تو میں اسے شروع سے لے کر آخر تک پڑھ جاتی۔ بلکہ معمولی جنتریوں اور کیلنڈروں کی بھی تمام عبارتوں کو متعدد بار پڑھنے کے باوجود مطالعہ سے میرا دل نہ بھرتا۔مطالعہ کی اس عادت نے میری معلومات میں خاطر خواہ اضافہ کیا اور مجھے غیر معمولی اعتماد حاصل ہوا تھا۔

صلح میں پہل کی عادت کے ثمرات

میری شادی ہوئی لیکن خاوند کے ساتھ ذہنی اور فکری ہم آہنگی نہ ہوسکی۔ انہوں نے اور ان کے اہل خاندان نے میرے بچوں اور مجھ پر بہت سے ظلم کئے۔ اس کے باوجود میں نے تیس سال تک صبر کے ساتھ محض لِلّٰہ نباہ کیا۔ باوجود مظلوم ہونے کے مَیں حدیث نبوی پر عمل کرتے ہوئے تین روز سے پہلے خود بڑھ کر معافی مانگ لیتی۔شاید یہی وجہ تھی کہ کبھی کبھی میرے شوہر میری صف میں کھڑے ہوکر مجھ پر ہونے والے واضح ظلم کے خلاف آواز اٹھاتے۔ ایک بار میری نند کی زیادتی کی وجہ سے میری اس کے ساتھ لڑائی ہوئی یہانتک کہ ہماری بول چال بند ہوگئی اس جھگڑے میں میرے خاوند نے میرا ساتھ دیا تھا۔ کچھ روز کے بعد میری نند کا خاوند فوت ہوگیا۔ میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ ہمیں اس وقت اس کے ساتھ کھڑے ہونا چاہئے اور ہر بات کو بھلا کر اس کے غم کو بانٹنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ چنانچہ ہم چلے گئے اور میں نے اس سے معافی مانگ کر اسے راضی کرلیا۔ اس روز خدا تعالیٰ نے مجھے ایک خاص خشوع وخضوع کی حالت سے نوازا اور مجھے خدا تعالیٰ سے قربت کا دلنشیں احساس ہونے لگا اور آگے جا کر خدا تعالیٰ کے اس بے پایاں انعام اور اس کے غیر معمولی ثمرات نے میری کایا پلٹ کے رکھ دی۔

’’تؤلّف ولاتؤلّفان‘‘ کا مقولہ

سن 2000ء کا رمضان آیا تو مجھے ہمارے معاشرہ میں مشہور ایک مقولہ یاد آ گیا۔ہمارے معاشرے میں دنیا کی عمر کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ ’’تؤلف ولاتؤلفان‘‘، نہ جانے اس کی کیا حقیقت ہے اور کیا سیاق ہے جس میں یہ کہا گیا لیکن عمومی معنی یہی لیا جاتا تھا کہ دنیا ایک ہزار سال تک تو چل سکتی ہے دو ہزار تک نہیں۔ گو بعض لوگ اس کا اطلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے کرتے ہیں اور اس لحاظ سے ابھی دو ہزار سال گزرنے میں بہت وقت ہے۔اور بعض اس کا معنی کچھ اور ہی کرتے ہیں،لیکن مجھے سن 2000ء کے آنے پر یہ مقولہ یاد آ گیا اور میں نے کہا کہ خدایا اب تو اس مقولہ کے مطابق آخری زمانہ آ گیا ہے پھر بھی آسمان سے نازل ہونے والا تیرا مسیح نہیں آیا!!

لیلۃ القدر

اس رمضان المبارک میں مَیں نے بہت دعائیں کیں اور 27 رمضان المبارک کو میں نے حسب معمول مسجد میں بستی کی دیگر عورتوں کے ساتھ مل کر باجماعت نمازِ تراویح ادا کی جس کے بعد ہم نے باجماعت صلاۃ التسبیح بھی ادا کی۔ اس وقت مجھ پر کوئی ایسی حالت طاری ہوئی جس میں مجھے محسوس ہوا کہ جیسے سب چلے گئے ہیں اور مَیں مسجد میں اکیلی رہ گئی ہوں۔ایسی کیفیت میں جب مَیں قبلہ رُو ہوئی تو خانہ کعبہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا اور یہ دیکھ کر حیران ہوگئی کہ اس وقت دو عظیم الشان نور خانۂ کعبہ کا طواف کررہے تھے۔ میں اپنی قسمت پر ناز کرنے لگ گئی کیونکہ مجھے خانہ کعبہ کی زیارت کا بہت شوق تھا اور میں نے بارہا اپنے خاوند سے اس خواہش کا ذکر بھی کیا تھا۔ میں نے ان دونوروں کے ہمراہ طواف کرنا شروع کردیا۔اس طواف میں کچھ ایسی لذت اور سکینت تھی جس کو میں الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں لیکن اس پُرکیف منظر کی حلاوت کو آج تک محسوس کرتی ہوں۔

جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو میں نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اپنے اور اپنی اولاد کی ہدایت کے لئے دعا کی اور اس کے بارہ میں کسی کو نہ بتایا۔ جب میں دیگر عورتوں کے ساتھ مسجد سے نکلی تو کسی اور ہی دنیا میں تھی۔ میں نے کسی سے بات نہ کی تا آنکہ سب ایک ایک کر کے اپنے گھر میں داخل ہوگئیں۔ میرا گھر کچھ فاصلے پر واقع تھا، ایک عورت مجھے مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ آخر پر تم تو اکیلی رہ جاؤ گی تمہارے ساتھ تمہارے گھر تک کون جائے گا؟ میں نے کہا کہ مجھے تو بالکل ڈر نہیں لگ رہا بلکہ یہی احساس ہے کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ یہ کہتے ہوئے میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو یہ آواز سنی کہ سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔ یہ سنتے ہی مجھے یقین ہوگیا کہ یہ رات میرے لئے لیلۃ القدر تھی اور میں نے وہاں موجود عورتوں سے کہا کہ اس رات میں کوئی خوف نہیں کیونکہ یہ مطلع الفجر تک سلام ہی سلام ہے۔

اس واقعہ کے بعد مَیں نے اپنے آپ میں غیر معمولی تبدیلی محسوس کی۔ اب مجھے تلاوت قرآن کریم میں بھی خاص لذت حاصل ہوتی اور نمازوں میں بھی تسکین ملتی۔ میں جب بھی عورتوں سے ملتی تو بے اختیار ہو کر خدا تعالیٰ اور دینی امور کے بارہ میں بات شروع کردیتی یہاں تک کہ عورتیں میری باتیں سن سن کر تنگ پڑنے لگ گئیں، بلکہ بعض نے کہہ بھی دیا کہ تمہیں دینی امور کے علاوہ کسی اور موضوع پر بات کرنی نہیں آتی۔لیکن میں انہیں یہی جواب دیتی کہ خدا تعالیٰ کے بارہ میں بات کرنے سے زیادہ اچھی اور کیا بات ہوگی۔ کاش میں انہیں بتا سکتی کہ خدا تعالیٰ کی بے پایاں عنایات کی وجہ سے مَیں تو خود کو جنت میں محسوس کرتی تھی۔

تلاشِ حق کا سفر

اسی عرصہ میں ایک روز مَیں اپنی بہن سے ملنے کے لئے گئی تو اس نے مجھے بتایا کہ اس نے ایک ایسی جماعت میں شمولیت اختیار کرلی ہے جس کا دعویٰ ہے کہ امام مہدی اس میں ظاہر ہوگا۔ میں نے عصمتِ انبیاء کے بارہ میں اس جماعت کی ایک کتاب پڑھی تو وہ مجھے بہت اچھی لگی۔ چنانچہ میں نے بھی اپنی بہن کے ساتھ اس جماعت میں شمولیت اختیار کرلی اور اس جماعت کے عقائد، طور طریقوں کے مطابق زندگی بسر کرنے لگی۔ میں نے امام مہدی کے انتظار میں اس جماعت میں سات سال گزارے جن میں کئی امور کے بارہ میں مجھے ان سے شدید اختلاف تھا لیکن میں نے کبھی ان سے کوئی شکایت نہ کی۔لیکن جب میں نے اپنا گھر خریدنے کے لئے مختلف سٹیٹ ایجنٹوں سے رابطہ کیا اور کئی دکانوں کے چکر لگائے تو میری بہن نے مجھے بہت برا بھلا کہنے کے بعد کہا کہ تمہارا اس طرح گھر کی تلاش میں مختلف دکانوں پر جانا شریعت کے خلاف ہے۔ نیز یہ کہ عورت کا میراث میں حصہ نہیں ہونا چاہئے تا اسے ایسے چکر لگانے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ میری بہن کا شمار اس جماعت کی علماء عورتوں میں ہوتا تھا اس لئے اس کی بات جماعت کی تعلیم اور موقف تھا۔ میں نے اپنی بہن سے کہا کہ تمہاری بات درست نہیں ہے بلکہ ایسا کہنا گناہ ہے۔ میری بہن نے اپنی بات پر اصرار کیا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں جس جماعت کو سچا اور حق پر سمجھ کر اس میں شامل ہوئی تھی اس نے شریعت کے نام پر اپنی ہی شریعت بنائی ہوئی ہے۔ یہ لوگ حق پر نہیں ہوسکتے۔ اگر یہ حق پر نہیں تو پھر حق کہاں ہے؟ یہ سوچ کر مَیں نے خدا تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں کرتے ہوئے عرض کی کہ خدایا! اگر یہی تیرا سچا فرقہ ہے تو مجھے اس میں رہنے پر راضی کردے اور اگر یہ بات درست نہیں ہے تو پھر تو خود مجھے بتا کہ آج تیرا صحیح دین کہاں ہے؟ اور آج کس جماعت کو تیری تائید حاصل ہے؟

کئی دن تک یہ دعا کرنے کے بعد ایک روز مجھے ایسے لگا جیسے کوئی عظیم الشان نور میرے جسم میں داخل ہوگیا ہے۔ یہ صورتحال دیکھ کر مجھے خدا سے قربت کا احساس ہونے لگا اور میں نے اپنی دعائیں تیز کردیں۔ شدّت بُکاء کی وجہ سے میری آواز حلق میں اٹکی جاتی تھی۔ ایسی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ ایک شخص میرے ساتھ آ کر کھڑا ہوگیا ہے اور اس کیفیت میں مجھے یہی محسوس ہوا کہ وہ میرے ساتھ ہمدردی کرنے کے لئے آیا ہے۔ میں نے اسے دیکھ کر دل میں کہا کہ یہ شخص کون ہے؟ لیکن مجھے اس کا کوئی جواب نہ ملا۔

پھر اگلے روز میری بہن کے ساتھ دوبارہ بحث ہوئی اور اس نے میرے ساتھ بہت زیادتی کی۔ میں بہت روئی یہاں تک کہ میری ہچکی بندھ گئی۔ اس وقت پھر مجھ پر وہی کیفیت طاری ہوگئی اور میں نے دوبارہ اسی شخص کو اپنے سامنے دیکھا۔ تیسری بار پھر ویسا ہی ہوا تو میں نے بآواز بلند خدا تعالیٰ کے حضور یہ التجا کی کہ خدایا مجھے بتا دے کہ یہ ہمدرد شخص کون ہے؟ اور بار بار مجھے کیوں دکھائی دیتا ہے؟

ان دنوں میرا اپنی خالہ کے ہاں بہت زیادہ آنا جانا تھا وہ بھی اسی جماعت میں شامل تھیں جس میں مَیں اور میری بہن نے شمولیت اختیار کی تھی۔ ہم مل بیٹھتے تو اکثر اسی موضوع پر بات ہوتی کہ اب تو مسیح موعود کو آجانا چاہئے۔ ہم اپنی اس جماعت کے اہل علم حضرات سے پوچھتے تو وہ جواب دیتے کہ مسیح دُور افق میں کہیں جلوہ افروز ہے اور کسی وقت بھی آسکتا ہے۔ ہم کہتے کہ آج کل کے دَور میں ٹی وی کے ذریعہ کہیں سے بھی اعلان ہوگا کہ مسیح آ گیا ہے اور لوگ اس پر ایمان لانے کے لئے دوڑ پڑیں گے۔ لیکن میری بہن کے بقول ہماری جماعت تو ٹی وی دیکھنا بھی حرام سمجھتی ہے! میں نے اپنی خالہ سے کہا کہ ہمیں ٹی وی دیکھنا چاہئے۔ شاید کسی چینل پر ہمیں اپنی گم گشتہ متاع مل جائے۔ میری خالہ نے کہا کہ ہم ٹی وی کو لا کر دوبارہ گھر میں سیٹ کرلیتے ہیں۔ اس کے بعد پھر جو ہوتا ہے ہوجائے۔ چنانچہ ہم نے ایسے ہی کیا اور ٹی وی لا کر چلا لیا اور اس بات کی کوئی پرواہ نہ کی کہ ہماری جماعت کے مولوی ہمارے بارہ میں کیا فتویٰ دیتے ہیں۔

اسی رات میں نے ایک عجیب رؤیا دیکھا جس نے میری کایا پلٹ دی۔

... ...(**باقی آئندہ**)

ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توقعات اور آپ کی بعثت کے مقاصد کو صرف اُس وقت پورا کرسکتے ہیں جب ہم دین کو تمام دنیوی امور پر مقدّم رکھیں گے۔
اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ اور وہ یہ کہ انسان اس بات کا ادراک حاصل کرے کہ اُس نے اللہ تعالیٰ اور اُس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے ہیں۔

ہم میں سے ہر ایک کو اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ ہم قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کریں،
اس کے گہرے علوم کو سیکھنے کی کوشش کریں اور اس کی تمام تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

سورۃ المؤمنون کی ابتدائی آیات اور بعض دیگر آیات قرآنی کے حوالہ سے بعض ایسے امور کی طرف توجہ دینے کی نصائح جو آج معاشرے اور نوجوان نسل پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔

اگر آپ واقعی اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو آپ کو لازمًا ہر وہ چیز چھوڑنی پڑے گی
جس سے قرآن کریم ہمیں منع فرماتا ہے اور جن چیزوں سے ہمیں خبردار کرتا ہے۔ قرآنی احکامات کی اطاعت سے انسان بہت وسیع انعامات کا وارث بنتا ہے۔

چاہے آپ ایک مقامی قائد ہیں، مہتمم ہیں، نیشنل صدر ہیں یا کسی اور سطح کے عہدیدار ہیں آپ کو ہر لحہ عاجزی وانکساری سے گزارنا چاہئے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے ممبر ہونے کی حیثیت سے آپ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ آپ ہمارے روحانی لشکر کی دوسری صف میں شامل ہیں۔ اور ایک روز
آپ کو پہلی صفوں میں آنا ہے۔ آپ وہ لوگ ہیں جنہیں ایک دن ہماری جماعت کی بڑی بڑی ذمہ داریوں کا بیڑا اٹھانا پڑے گا۔ اور آپ کو اس کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

مجلس خدام الاحمدیہ انگلستان کے نیشنل اجتماع کے موقع پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اختتامی خطاب
فرمودہ 26 ستمبر 2016ء بروز اتوار بمقام Old Park Farm, Kingsley (یوکے) کا اردو مفہوم

(ترجمہ: فرّخ راحیل۔ حافظ محمد ظفر اللہ عاجزؔ۔ خطاب کا یہ ترجمہ ادارہ الفضل انٹرنیشنل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم احمدی مسلمان سب سے زیادہ خوش نصیب لوگ ہیں کیونکہ ہمیں امامِ وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق حاصل ہوئی جنہیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چودہ سو سال قبل بیان کی جانے والی پیشگوئیوں کے مطابق مبعوث فرمایا۔ تاہم ہمیں اپنے ایمان سے متعلق کسی شک وشبہ یا غلط فہمی میں مبتلا نہیں رہنا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم ان مقاصد کو پورا کرنے کی کوشش نہ کریں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا تھا تو ہمارا آپؑ پر ایمان لانا بے فائدہ ہے۔ آپؑ کی بعثت کے کیا اغراض ومقاصد تھے؟ آسان الفاظ میں آپؑ کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ آپؑ کے ماننے والے اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرتے ہوئے اخلاص کے ساتھ اپنے اندر نیک تبدیلیاں پیدا کریں۔ اگر ہم ان مقاصد کو پورا کرنے والے نہیں ہیں یا کم از کم اِن کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کررہے تو ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آجانا کوئی معنے نہیں رکھتا۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی توقعات اور آپ کی بعثت کے مقاصد کو صرف اُس وقت پورا کرسکتے ہیں جب ہم دین کو تمام دنیوی امور پر مقدّم رکھیں گے۔ یہ وہ عہد ہے جس سے آپ سب اچھی طرح واقف ہیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے ممبر ہماری تقریبات، اجتماعات اور دوسرے اجلاسات میں اقرار کرتے ہیں کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ اور آج کچھ ہی دیر قبل آپ سب نے اس عہد کو ایک مرتبہ پھر دہرایا ہے۔ یہ عہد جو آپ نے کیا ہے ایک پختہ وعدہ ہے اس لئے یہ الفاظ جو آپ وقتاً فوقتاً دہراتے ہیں کھوکھلے نہیں ہونے چاہئیں، آپ سب کو ان الفاظ کے معانی ہمیشہ ذہن نشین رکھنے چاہئیں اور آپ کے روزمرہ کے کاموں میں اس عہد کا عملی اظہار ہونا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک مومن دین کو تمام دنیاوی کاموں اور دنیاوی چیزوں پر کس طرح مقدم رکھ سکتا ہے؟ کس طرح اِس عظیم الشان مقصد کو حاصل کیا جاسکتا ہے؟ اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ اور وہ یہ کہ انسان اس بات کا ادراک حاصل کرے کہ اُس نے اللہ تعالیٰ اور اُس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے ہیں۔ ہماری بے حد خوش نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی بابرکت اور کامل شریعت کے ذریعہ سے ہماری رہنمائی فرماتا ہے جو اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید کی صورت میں نازل فرمائی۔ قرآن کریم ہمیں واضح طور پر سکھاتا ہے کہ ایک انسان کے ذمہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق کیا ہیں اور انہیں کس طرح ادا کرنا چاہئے۔ اس لئے ہم سب پر لازم ہے کہ ہم قرآن کریم کا مطالعہ کریں کیونکہ قرآن ہماری کامیابی اور نجات کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ یہ وہ روحانی نور ہے جو ہمیں حقیقی طور پر دین کو دنیا پر مقدم کرنا سکھاتا ہے۔ یہی ہمارا معلّم اور ضابطۂ حیات ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہمیشہ یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی نئی تعلیم نہیں لائے۔ بلکہ جو کچھ آپؑ نے بیان فرمایا اور جو کچھ بھی آپؑ نے ہمیں سکھایا سب قرآن کریم کی اصل تعلیمات پر مبنی ہے۔ جب آپؑ نے ہمیں یہ سکھایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق کس طرح ادا کرنے ہیں تو یہ بھی قرآنِ کریم کے مطابق ہی ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ ہم قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کریں، اس کے گہرے علوم کو سیکھنے کی کوشش کریں اور اس کی تمام تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ آج اگر ہمارے دل اور ذہن پاک و صاف ہوسکتے ہیں اور ہم میں پاک تبدیلیاں پیدا ہوسکتی ہیں تو یہ صرف اللہ تعالیٰ کے کلام کو پڑھنے اور سمجھنے کے نتیجہ میں ممکن ہے۔

میرے لئے ممکن نہیں کہ اِس قلیل وقت میں قرآن کریم کی اُن تمام تعلیمات کو بیان کروں جن پر ایک مومن کو عمل کرنا چاہئے۔ اس لئے مَیں ان میں سے چند باتوں کا ذکر کرتا ہوں جنہیں ہر احمدی مسلمان کو اپنانا چاہئے اور ان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قرآنِ کریم کی سورۃ المؤمنون آیت 2 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ۔ یقیناً مومن کامیاب ہو گئے۔ یہ آیت بہت واضح ہے جس میں اللہ فرماتا ہے کہ حقیقی مومن وہ ہیں جو کامیاب ہوتے ہیں اور ترقی حاصل کرتے ہیں۔ لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حقیقی مومن کون ہیں؟ کون ہیں وہ لوگ جو فلاح پاتے ہیں؟ ایک مومن بننے کے لئے کیا صرف کلمہ طیبہ کو پڑھ لینا ہی کافی ہے؟ یعنی اس بات پر ایمان لانے کا اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ اور پھر کیا کلمہ طیّبہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ کسی فرد کا اس بات کا اقرار کرلینا کافی ہے کہ اُس نے حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق قبول کرلیا ہے؟ امر واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص کا ان باتوں پر اس طرح زبانی کلامی اقرار کرلینا کسی طور پر بھی کافی نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ دین کی بیان کردہ تعلیمات کا عملی نمونہ بننے کی کوشش نہ کر رہا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل فرماتے ہوئے ان خوبیوں کے بارہ میں بتا دیا ہے جو ایک حقیقی مومن کے اندر ہونی چاہئیں۔ اس بات کا ذکر فرماتے ہوئے کہ مومن فلاح پا جاتے ہیں اگلی ہی آیت میں یعنی سورۃ المؤمنون کی آیت 3 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ۔ وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو اچھی طرح واضح فرما دیا ہے کہ سچے ایمان داروں میں شمار ہونے کے لئے خشوع وخضوع اور اخلاص کے ساتھ نمازیں ادا کرنا ضروری ہے۔ انہیں لازمًا اللہ تعالیٰ کے حضور اس کامل یقین کے ساتھ جھکنا ہے کہ وہ تمام طاقتوں کا مالک ہے۔ اُن کو اللہ تعالیٰ کے حضور انتہائی عاجزی کے ساتھ، اُس کی الٰہی عظمتوں کا اقرار کرتے ہوئے، دل کی گہرائیوں کے ساتھ اس کے حضور اور صرف اسی کے حضور جھکنا اور اسی کی حمد وثنا کرنی ہے۔ نمازوں میں عاجزی اختیار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے ربّ کے حضور جھکتے ہوئے اپنے تمام تر گناہوں اور کمزوریوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے کہ وہ بذاتِ خود کمزور ہے اور اپنے ربّ کے فضل واحسان کے بغیر کچھ بھی نہیں۔

اسی طرح سورۃ المؤمنون کی آیت 10 میں اللہ تعالیٰ مومنین کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ عَلٰی صَلَوٰتِہِمۡ یُحَافِظُوۡنَ۔ اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں پر محافظ بنے رہتے ہیں۔ پس ایک مومن کے لئے پنجوقتہ نمازوں کا باقاعدگی کے ساتھ التزام از حد ضروری ہے۔ نیز اُن کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی نمازوں کو جس حد تک ممکن ہو سکے باجماعت ادا کریں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ کے مطابق باجماعت نماز کا ثواب انفرادی نماز سے کئی گنا زیادہ ہے۔ اس بات میں بھی ایک حکمت ہے۔ اور وہ یہ کہ باجماعت نماز لوگوں کو اکٹھا کرنے کا اور جماعت میں وحدت و یگانگت قائم کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اس لحاظ سے باجماعت نماز ایک جماعت کی اجتماعیت اور قوت کو ظاہر کرتی ہے۔

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

دوسری دنیا تو انبیاء کی تاریخ پڑھتی ہے یا سنتی ہے، دوسرے مسلمان قرآن کریم میں انبیاء اور ان کے ماننے والوں کی باتیں پڑھتے اور سنتے ہیں اور ابتدائی مسلمانوں کے ساتھ ہونے والے واقعات اور ان کی مظلومیت کی باتیں پڑھتے ہیں یا اپنے علماء سے سنتے ہیں لیکن احمدی مسلمان وہ ہیں جو مسیح محمدی کو ماننے کی وجہ سے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو ماننے کی وجہ سے، اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے آنے والے اللہ تعالیٰ کے فرستادے پر ایمان لانے کی وجہ سے عملاً اس حالت سے گزر رہے ہیں جو دوسروں کے لئے شاید مذہبی مظالم کے پرانے واقعات اور داستانیں ہوں۔

ہم وہ لوگ ہیں اور ہمیں ایسا ہونا چاہئے کیونکہ ہم نے مسیح موعود کو مانا ہے جو دنیاوی آزمائشوں اور مخالفین کی دشمنیوں کی وجہ سے نہ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑنے والے ہیں، نہ اپنے ایمان سے پیچھے ہٹنے والے ہیں۔ ہم اس بات کا اِدراک رکھنے والے ہیں کہ ہمارے دکھوں کا مداوا صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ ہمیں تکلیف کے وقت دنیاداروں کے سامنے نہیں بلکہ سب طاقتوں کے مالک خدا کے سامنے جھکنا ہے۔ اس سے مدد مانگنی ہے۔ وہی ہے جو ہمیں ہمارے صبر اور دعا کی وجہ سے ان مشکلات سے نجات دلانے والا ہے اور نجات دلائے گا انشاء اللہ۔

ایک صابر اور اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والے مومن کے لئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبریاں ہی خوشخبریاں ہیں۔

قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں مخالفتوں اور مظالم پر صبر کرنے اور دعاؤں سے کام لینے کی تاکیدی ہدایات کا تذکرہ

آجکل جماعت احمدیہ کے افراد پر مختلف ممالک میں سختی، پریشانی اور تکلیف کے جو حالات ہیں اس پر ہمارا کام ہے کہ صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے ہوئے اس کے آگے جھکیں۔ وہی ہے جو ائمۃ الکفر کو پکڑ کر ہمیں ان سے بچانے کی، ان کے مکروں سے بچانے کی، ان کی تدبیروں سے بچانے کی سب سے زیادہ طاقت رکھتا ہے اور جماعت کی تاریخ میں ہم یہی دیکھتے آئے ہیں کہ دشمن اپنی تمام تر طاقتوں اور وسائل کے باوجود بھی ناکام و نامراد ہی ہوا ہے اور جماعت کا قدم آگے ہی بڑھتا چلا گیا ہے۔

پاکستان میں بھی آجکل آزاد کشمیر میں پاکستانی مُلّاں کے زیر اثر وہاں کا مُلّاں بھی اور وہاں کے سیاستدان بھی احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد کشمیر اسمبلی میں پیش کر رہے ہیں بلکہ پیش ہوئی ہے۔ بہرحال یہ لوگ جو کچھ بھی کرنا چاہیں کر لیں۔ پاکستان کی اسمبلی نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے کر کیا حاصل کر لیا؟ کون سی جماعت کی ترقی رک گئی؟ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت تو نئی سے نئی وسعتوں کو حاصل کرتی چلی جا رہی ہے۔ لیکن افرادِ جماعت کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد کے لئے دعا کرنا اور اس کے آگے جھکنا، اپنی نمازوں اور عبادتوں کی حفاظت کرنا ہر احمدی کا فرض ہے اور یہی چیز جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مزید وارث بنائے گی۔

الجزائر، بنگلہ دیش، انڈونیشیا اور عرب ممالک میں احمدیت کی مخالفت کا تذکرہ۔

گزشتہ دنوں بنگلہ دیش میں مولویوں کی طرف سے ہماری مسجد پر حملہ ہوا جس میں ہمارے مربی چاقوؤں اور خنجروں کے وار سے شدید زخمی ہوئے۔

بعض احمدیوں کے متعلق شکایت ہے کہ وہ تبلیغ کے دوران مخالف کے لئے سخت زبان کا استعمال کرتے ہیں۔ اگر یہ بات سچ ہے تو بہتر ہے کہ وہ تبلیغ نہ کیا کریں۔ یہ تبلیغ انہیں اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنانے والی ہوتی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ سوشل میڈیا پر بعض احمدی چڑ کر غلط رنگ میں اور سختی سے ان لوگوں کے جواب دیتے ہیں تو غلط کرتے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس طرح ہم صرف یہ ایک گناہ نہیں کر رہے بلکہ اس گناہ کے بھی مرتکب ہو رہے ہیں کہ نئی نسل کو بھی احمدیت سے دُور کر رہے ہیں۔ بعض نوجوانوں میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے پاس دلیل نہیں تھی شاید اس لئے ہم سختی سے جواب دے رہے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے۔ پس ایسے لوگوں کو فوری طور پر اپنے روّیے بدلنے کی ضرورت ہے۔

مکرم پی پی ناظم الدین صاحب آف پینگاڈی کیرالہ، انڈیا کی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 12 مئی 2017ء بمطابق 12 ہجرت 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ

(البقرۃ:154) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (اللہ سے) صبر اور صلوۃ کے ساتھ مدد مانگو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

انسان کی زندگی میں بہت سے مسائل آتے ہیں جن کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ذاتی طور پر بہت سی

دنیاوی مشکلات میں سے انسان گزرتا ہے۔ ایسے حالات آتے ہیں جہاں سوائے صبر کے اور کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ مال، اولاد اور دنیاوی چیزوں کا نقصان ہوتا ہے۔ یا تو دنیا دار رو پیٹ کر ایسے حالات میں یہ نقصان برداشت کر لیتا ہے اور اکثر میں تو یہ برداشت نہیں ہوتا کیونکہ اس برداشت کرنے میں بھی ایک دنیا دار جیسے برداشت کر رہا ہوتا ہے کئی کفریہ کلمات اور اللہ تعالیٰ سے شکوے کے الفاظ منہ سے نکل جاتے ہیں۔ یا بعض ایسے ہوتے ہیں جو دنیاوی نقصانوں کو برداشت نہ کرتے ہوئے بعض دفعہ دماغی توازن ہی کھو بیٹھتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو صرف اس لئے جان، مال کا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے یا ذہنی اذیّتوں سے گزرنا پڑتا ہے یا جسمانی اذیتیں مار دھاڑ کی صورت میں برداشت کرنی پڑتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو مانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کسی نبی اور اللہ تعالیٰ کے فرستادے پر وہ لوگ ایمان لانے والے ہوتے ہیں۔ گویا ان کے دنیاوی مالی نقصان بھی خدا تعالیٰ کی خاطر ہوتے ہیں۔ جانی نقصان بھی خدا تعالیٰ کے لئے ہوتے ہیں۔ لیکن وہ اس سب نقصان سے بغیر کسی شکوے کے گزر جاتے ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ سے دعا ضرور کرتے ہیں کہ اے اللہ! اب جبکہ ہم پر یہ سب کچھ تیرے بھیجے ہوئے کو ماننے کی وجہ سے وارد کیا جا رہا ہے تو ہمارے صبر کی طاقتوں کو بھی بڑھا اور خود ہی ہماری مدد کو آ اور ان ظالموں کے ظلموں سے ہمیں بچا۔ تیری خاطر جس امتحان سے ہم گزر رہے ہیں اس میں ثبات قدم بھی عطا فرما۔

دوسری دنیا تو انبیاء کی تاریخ پڑھتی ہے یا سنتی ہے، دوسرے مسلمان قرآن کریم میں انبیاء اور ان کے ماننے والوں کی باتیں پڑھتے اور سنتے ہیں اور ابتدائی مسلمانوں کے ساتھ ہونے والے واقعات اور ان کی مظلومیت کی باتیں پڑھتے ہیں یا اپنے علماء سے سنتے ہیں لیکن احمدی مسلمان وہ ہیں جو مسیح محمدی کو ماننے کی وجہ سے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو ماننے کی وجہ سے، اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے آنے والے اللہ تعالیٰ کے فرستادے پر ایمان لانے کی وجہ سے عملاً اس حالت سے گزر رہے ہیں جو دوسروں کے لئے شاید مذہبی مظالم کے پرانے واقعات اور داستانیں ہوں۔

بعض اور گروہ اور فرقے بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم بھی مذہب کی وجہ سے مخالفتوں اور دشمنیوں کا سامنا کر رہے ہیں لیکن یہ سب لوگ یہ جماعتیں یا گروہ جو ہیں، وہ موقع ملنے پر اپنے مخالفین اور دشمنوں سے اسی طرح ظلم کر کے بدلہ بھی لے لیتے ہیں جس طرح کے ظلم ان پر ہوئے ہوتے ہیں لیکن احمدی ہی ہیں جو مومن ہونے کا نمونہ دکھاتے ہوئے، قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لیتے ہوئے، ظلموں پر صبر کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں۔ پس احمدی مسلمانوں میں اور دنیا کے دوسرے لوگوں میں یہ ایک بہت بڑا فرق ہے۔

ہم وہ لوگ ہیں اور ہمیں ایسا ہونا چاہئے کیونکہ ہم نے مسیح موعود کو مانا ہے، جو دنیاوی آزمائشوں اور مخالفین کی دشمنیوں کی وجہ سے نہ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑنے والے ہیں، نہ اپنے ایمان سے پیچھے ہٹنے والے ہیں۔ ہم اس بات کا اِدراک رکھنے والے ہیں کہ ہمارے دکھوں کا مداوا صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ ہمیں تکلیف کے وقت دنیا داروں کے سامنے نہیں بلکہ سب طاقتوں کے مالک خدا کے سامنے جھکنا ہے۔ اس سے مدد مانگنی ہے۔ وہی ہے جو ہمیں ہمارے صبر اور دعا کی وجہ سے ان مشکلات سے نجات دلانے والا ہے اور نجات دلائے گا انشاء اللہ۔ وہ کبھی خالص ہو کر اپنی طرف جھکنے والوں کو خالی ہاتھ واپس نہیں کرتا۔ وہ جو اس کی خاطر، اس کی قائم کردہ جماعت کی خاطر قربانیاں دیتے ہیں انہیں ضرور جزا دیتا ہے۔ ہم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر عمل کرنے والے ہیں اور اس کا اِدراک رکھنے والے ہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کا تمام معاملہ خیر پر مشتمل ہے اور یہ مقام صرف مومن کو حاصل ہے۔ اگر اس کو کوئی خوشی پہنچتی ہے تو یہ اس پر شکر بجا لاتا ہے، الحمد للہ پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے تو یہ امر اس کے لئے خیر کا موجب ہوتا ہے اور اگر اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ صبر کرتا ہے تو یہ امر بھی اس کے لئے خیر کا موجب بن جاتا ہے۔
(صحیح مسلم کتاب الزھد والرقائق باب المؤمن امرہ کلّہ خیر حدیث 7500)

اللہ تعالیٰ کے راستہ میں بڑی تکلیفیں پہنچنا یا بڑی بڑی تکلیفیں پہنچنا اور اس پر صبر اور دعا بندے کو خیر کا موجب بناتے ہی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کو نوازنے والی وہ ہستی ہے جو چھوٹی سے چھوٹی تکلیف جو مومن کو پہنچتی ہے اس پر بھی اسے نوازے بغیر نہیں چھوڑتا۔ چنانچہ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری، بے چینی، تکلیف اور غم پہنچتا ہے یہاں تک کہ اگر اس کو کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کی بعض خطائیں معاف کر دیتا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب المرضی باب ما جاء فی کفارۃ المرض حدیث 5641)

پس یہ ہے ہمارا وہ رحیم و کریم خدا جو ایک مومن کو ذرا ذراسی بات پر نوازتا ہے۔ ایک صابر اور اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والے مومن کے لئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبریاں ہی خوشخبریاں ہیں۔

پھر ایک اور موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبر اور دعا کی اہمیت بتاتے ہوئے اور اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کے سلوک کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں بہنے والا قطرۂ خون اور رات کے وقت نفل پڑھتے ہوئے خشیت باری تعالیٰ کے نتیجہ میں آنکھ سے ٹپکنے والے قطرے سے زیادہ کوئی قطرہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کو کوئی گھونٹ غم کے اس گھونٹ سے زیادہ پسند ہے جو انسان صبر کر کے پیتا ہے۔ یعنی انسان کی مشکلات کے وقت غم کی جو حالت ہوتی ہے اس پر جب انسان صبر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو وہ صبر بے انتہا پسند آتا ہے۔ اور فرمایا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کو غصہ کے گھونٹ سے زیادہ کوئی گھونٹ پسند نہیں ہے جو غصہ دبانے کے نتیجہ میں انسان پیتا ہے۔ غصہ کرنے والا گھونٹ نہیں، غصہ دبانے والا گھونٹ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد 8 صفحہ 141 کتاب الزھد باب ما ذکر عن نبینا ﷺ فی الزھد حدیث 108 مطبوعہ دار الفکر بیروت)۔ بہت سے مواقع آتے ہیں انسان غصہ دباتا ہے، صبر کرتا ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر صبر کرتا ہے تو اس سے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنتا ہے۔

پس چاہے ذاتی معاملات ہوں جن کی وجہ سے کسی سے نقصان پہنچ رہا ہو یا جماعتی معاملات ہوں اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے، اگر اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اصول بیان فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا اور صبر کا مظاہرہ کرنا اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتا ہے۔ اور ایک روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کے لئے بڑی غیرت رکھتا ہے اور دشمن کو پکڑتا ہے جو اس کو تکلیف اور نقصان پہنچانے والے ہوتے ہیں۔ (صحیح البخاری کتاب الرقاق باب التواضع حدیث 6502)

پس جس معاملے کو اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ میں لیوے اس کو بندے کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کیا ضرورت ہے۔ بلکہ یہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف جھکنے والوں اور صبر کرنے والوں کے دشمنوں سے بدلہ لیتا ہے بلکہ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندے پر ظلم کیا جائے اور وہ صبر سے کام لے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت بخشتا ہے۔ (سنن الترمذی ابواب الزھد باب ما جاء مثل الدنیا مثل اربعۃ نفر حدیث 2325)۔ اور جسے خدا تعالیٰ عزت بخشے اس سے بڑا ایک بندے کے لئے کیا اعزاز ہو سکتا ہے۔

پس آجکل جماعت احمدیہ کے افراد پر مختلف ممالک میں جو سختی، پریشانی اور تکلیف کے حالات ہیں اس پر ہمارا کام ہے کہ صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے ہوئے اس کے آگے جھکیں۔ وہی ہے جو ائمۃ الکفر کو پکڑ کر ہمیں ان سے بچانے کی، ان کے مکروں سے بچانے کی، ان کی تدبیروں سے بچانے کی سب سے زیادہ طاقت رکھتا ہے اور جماعت کی تاریخ میں ہم یہی دیکھتے آئے ہیں کہ دشمن اپنی تمام تر طاقتوں اور وسائل کے باوجود بھی ناکام و نامراد ہی ہوا ہے اور جماعت کا قدم آگے ہی بڑھتا چلا گیا ہے۔

مشکلات اور تکلیفوں کے دَور سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو بھی گزرنا پڑا اور ان سے گزر کر ہی پھر کامیابیاں ملیں تو ہم کیا چیز ہیں جو بغیر کسی تکلیف برداشت کئے کامیابیاں حاصل کر لیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تکلیف دہ دور کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”تیرہ برس کا زمانہ کم نہیں ہوتا۔ اس عرصہ میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جس قدر دکھ اٹھائے ان کا بیان بھی آسان نہیں ہے۔ قوم کی طرف سے تکالیف اور ایذا رسانی میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی جاتی تھی۔“ فرمایا کہ ”اور ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف صبر و استقلال کی ہدایت ہوتی تھی“۔ (ایک طرف تو قوم تکلیفوں پر تکلیفیں دیئے چلی جا رہی ہے دوسری طرف اللہ تعالیٰ کا حکم یہ تھا کہ صبر کرو اور استقلال دکھلاؤ۔) فرماتے ہیں کہ ”اور بار بار حکم ہوتا تھا کہ جس طرح پہلے نبیوں نے صبر کیا ہے تُو بھی صبر کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمال صبر کے ساتھ ان تکالیف کو برداشت کرتے تھے اور تبلیغ میں سُست نہ ہوتے تھے بلکہ قدم آگے ہی پڑتا تھا“۔ فرمایا ”اور اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر پہلے نبیوں کا سا نہ تھا کیونکہ وہ تو ایک محدود قوم کے لئے مبعوث ہو کر آئے تھے اس لئے ان کی تکالیف اور ایذا رسانیاں بھی اسی حد تک محدود ہوتی تھیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر بہت ہی بڑا تھا کیونکہ سب سے اوّل تو اپنی ہی قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالف ہو گئی اور ایذا رسانی کے درپَے ہوئی اور پھر عیسائی بھی دشمن ہو گئے“۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 199-198۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس جب ہم اس شخص کی بیعت میں آ کر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے آیا ہے اور تمام مذاہب پر اسلام کی برتری ثابت کرنے کے لئے آیا ہے اور مسلمانوں کی بھی جو فرقہ بندیاں ہیں انہیں ختم کر کے ایک ہاتھ پر جمع کر کے اُمّت واحدہ بنانے کے لئے آیا ہے تو ہمیں بھی اپنوں اور غیروں، سب کی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ غیر تو اس وقت دنیا کے اکثر ممالک میں کھل کر اس طرح مخالفت نہیں کرتے جس طرح اسلام کے پہلے دَور میں مسلمانوں کو ان مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بلکہ یہ لوگ جو غیر مسلم ہیں اگر وہ مخالفت کرتے ہیں تو بڑے طریقے سے اور بڑا سوچ سمجھ کر اسلام پر حملے کرنے کے ایسے طریقے اختیار کرتے ہیں جو یہ کہہ سکیں کہ دیکھو ہم نے ظلم کوئی نہیں کیا۔ لیکن

مخالفتیں بہرحال کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کا دفاع بھی ہم نے اسی طریقے سے کرنا ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جو ہتھیار اسلام کے مخالفین اسلام کو ختم کرنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں وہی ہم نے کرنے ہیں۔ اور وہ لٹریچر اور تبلیغ کا ہتھیار ہے۔ (ماخوذ از چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 93)

جب غیر مسلم دنیا میں اسلام پھیلنا شروع ہوگا تو پھر غیر مسلم ممالک بھی جماعت کی مخالفت کریں گے۔ جب وہ دیکھیں گے کہ یہاں کے مقامی لوگ بھی اسلام قبول کر رہے ہیں بلکہ بعض جگہ ایسے واقعات ہو بھی جاتے ہیں۔ شروع میں بعض چرچوں نے بڑی خوش دلی سے ہمیں اپنے فنکشن کرنے کے لئے جگہ دی لیکن جب دیکھا کہ لوگوں کا رجحان اس طرف بڑھ رہا ہے تو مخالفت شروع ہوگئی اور دینے سے انکار کر دیا۔ ان کو پتا لگ رہا ہے کہ یہ اسلام جو حقیقی اسلام ہے، جماعت احمدیہ جس کی تبلیغ کرتی ہے اور پھیلا رہی ہے یہ ایک وقت میں غلبہ حاصل کر لے گا اور یہ مقدر ہے کہ حقیقی اسلام جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے ہی پھیلنا ہے لیکن اس وقت مُلّاں جو ہے، مسلمان لوگ جو ہیں اور مسلمانوں کے مُلّاں اپنے منبر کے چھن جانے کے خوف سے ہر جگہ مخالفت میں پیش پیش ہیں۔ اسی طرح ظلم کر رہے ہیں جس طرح پرانے زمانے میں مذاہب پر کئے گئے۔ سیاستدان بھی اس خوف سے کہ مُلّاں کے پیچھے چلنے والا ووٹر ہمارے ہاتھ سے نہ جاتا رہے، ووٹ اور سستی شہرت کے لئے ان کے پیچھے چلتے ہیں ورنہ ان لوگوں کو تو مذہب کی الف، ب کا بھی پتہ نہیں۔ اکثریت شاید نماز بھی نہ پڑھتی ہو بلکہ شاید ہی کبھی جمعہ کی نماز پر آتے ہوں اور عید کی نماز پڑھنے والے ہوں۔ لیکن اسلام کی غیرت کے نام پر احمدیوں پر حملے ضرور کرتے ہیں یا اسمبلیوں میں قانون پاس کروانے کی کوشش کرتے ہیں۔

پاکستان میں بھی آجکل آزاد کشمیر میں پاکستانی مُلّاں کے زیر اثر وہاں کا مُلّاں بھی اور وہاں کے سیاستدان بھی احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد کشمیر اسمبلی میں پیش کر رہے ہیں بلکہ پیش ہوئی ہے۔ بہرحال یہ لوگ جو کچھ بھی کرنا چاہیں کر لیں۔ پاکستان کی اسمبلی نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے کر کیا حاصل کر لیا؟ کون سی جماعت کی ترقی رک گئی؟ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت تو نئی سے نئی وسعتوں کو حاصل کرتی چلی جا رہی ہے۔ لیکن افراد جماعت کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد کے لئے دعا کرنا اور اس کے آگے جھکنا، اپنی نمازوں اور عبادتوں کی حفاظت کرنا ہر احمدی کا فرض ہے اور یہی چیز جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مزید وارث بنائے گی۔

پھر الجزائر میں مخالفت ہے جیسا کہ گزشتہ خطبوں میں کئی دفعہ مَیں ذکر کر چکا ہوں۔ احمدیت کی وجہ سے کئی لوگ جیل میں ہیں جن کو ایک سال سے تین سال تک کی سزا دی گئی ہے۔ درجنوں احمدیوں کی سزاؤں کے اعلان ہو چکے ہیں۔ ابھی تک جیل میں تو نہیں بھیجا لیکن کسی وقت بھی پکڑ کر ان کو جیل میں بھیجا جا سکتا ہے۔ مختلف قسم کی پابندیاں صرف اس لئے عائد ہیں کہ وہاں بھی مُلّاں کو احمدیت کی ترقی کھٹک رہی ہے اور ان سے یہ برداشت نہیں ہو رہا۔

اسی طرح بنگلہ دیش میں مسلسل مخالفت چلتی رہتی ہے۔ انڈونیشیا میں چلتی ہے۔ عرب ممالک میں چلتی ہے۔ لیکن گزشتہ دنوں بنگلہ دیش میں ایک جگہ جس کا نام شوھا گی ہے۔ ضلع میمن سنگھ کا یہ قصبہ ہے۔ یہاں کی ہماری مسجد پر مولویوں نے حملہ کیا اور ہمارے مربی مستفیض الرحمن صاحب کو چاقوؤں کے وار کر کے، خنجروں کے وار کر کے شدید زخمی کر دیا۔ اتنے کاری اور شدید وار چاقو کے ساتھ یا خنجر کے ساتھ کئے کہ سارا جسم ان کا چھلنی کر دیا۔ پیٹ میں بھی ایسی جگہ وار ہوئے۔ کہتے ہیں کہ ان کا گردہ بھی باہر آ گیا۔ گردن پر وار تھے۔ بس شہ رگ کٹنے سے بچ گئی۔ لیکن دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ ہر جگہ سے خون کے فوارے نکل رہے تھے۔ بہرحال پولیس موقع پر پہنچ گئی۔ وہ آئی اور حملہ آوروں سے نکال کر انہیں لے گئی اور ہسپتال پہنچایا۔ جماعت کے افراد بھی پہنچ گئے۔ خدام فوراً پہنچے جنہوں نے خون دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ میڈیکل ایڈ پہنچ گئی۔ ہسپتال پہنچ گئے جہاں اچھے ڈاکٹر بھی تھے اور اچھا علاج بھی ہوتا رہا۔ کئی گھنٹے کا ان کا آپریشن ہوا۔ بہرحال کل تک کی جو اطلاع ہے اس کے مطابق stable تو ہیں لیکن ابھی حالت خطرے سے باہر نہیں۔ گو کہ تھوڑی سی ہوش میں بھی آ گئے ہیں اور ہوش میں آنے کے بعد بول تو نہیں سکتے تھے لیکن کاغذ قلم لے کر انہوں نے لکھ کر جو باتیں کی ہیں اس میں بھی یہی لکھ کر دیا کہ فلاں مربی صاحب کی حفاظت کا انتظام رکھیں کیونکہ ان کو بھی خطرہ ہے یا اپنے والدین کی فکر کا اظہار کیا اور اس تکلیف میں سے گزرنے کے باوجود بھی ایک مومن کی شان ہے کہ دوسروں کی فکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی بھی عطا فرمائے اور کامل اور جلد شفا عطا فرمائے۔

بہرحال مخالفتوں کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے ہی ہمیں یہ بتا دیا تھا کہ اگر احمدیت قبول کی ہے تو ان سختیوں سے بھی گزرنا پڑے گا۔ چنانچہ ایک موقع پر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”ہماری جماعت کے لئے بھی اسی قسم کی مشکلات ہیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مسلمانوں کو پیش آئے تھے۔ چنانچہ نئی اور سب سے پہلی مصیبت تو یہی ہے کہ جب کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہوتا ہے تو معاً دوست، رشتہ دار اور برادری الگ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ بعض اوقات ماں باپ اور بھائی بہن بھی دشمن ہو جاتے ہیں۔ السلام علیکم تک کے روادار نہیں رہتے اور جنازہ پڑھنا نہیں چاہتے۔ اس قسم کی بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں“۔ فرمایا کہ ”مَیں جانتا ہوں کہ بعض کمزور طبیعت کے آدمی بھی ہوتے ہیں اور ایسی مشکلات پر وہ گھبرا جاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ اس قسم کی مشکلات کا آنا ضروری ہے۔ تم انبیاء و رسل سے زیادہ نہیں ہو۔ ان پر اس قسم کی مشکلات اور مصائب آئیں اور یہ اسی لئے آتی ہیں کہ خدا تعالیٰ پر ایمان قوی ہو اور پاک تبدیلی کا موقعہ ملے۔ دعاؤں میں لگے رہو۔ پس یہ ضروری ہے کہ تم انبیاء و رسل کی پیروی کرو اور صبر کے طریق کو اختیار کرو۔ تمہارا کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا۔ وہ دوست جو تمہیں قبولِ حق کی وجہ سے چھوڑتا ہے وہ سچا دوست نہیں ہے۔“ (اس کی وجہ سے فکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ تمہارا سچا دوست نہیں ہے) ”ورنہ چاہئے تھا کہ تمہارے ساتھ ہوتا۔ تمہیں چاہئے کہ وہ لوگ جو محض اس وجہ سے تمہیں چھوڑتے اور تم سے الگ ہوتے ہیں کہ تم نے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں شمولیت اختیار کر لی ہے ان سے دنگا یا فساد مت کرو بلکہ ان کے لئے غائبانہ دعا کرو“۔ (ہمارا رویہ پھر بھی یہی ہو کہ دوسرے دشمنی کر رہے ہیں تو ہم نے ان کے پیچھے ان کے لئے دعا کرنی ہے۔ فرمایا یہ دعا کرو) ”کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی وہ بصیرت اور معرفت عطا کرے جو اس نے اپنے فضل سے تمہیں دی ہے۔ تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔“ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 203۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔ احمدیت قبول کر کے کوئی جرم نہیں کیا کوئی گناہ نہیں کیا کسی گند میں نہیں گئے بلکہ یہ اچھا رستہ ہے جو تم نے اختیار کیا۔

پس یہ وہ ردّعمل ہے جو ان حملوں کے بعد ہم نے دکھانا ہے اور ہمیں دکھانا چاہئے۔ بیشک قانونی چارہ جوئی ہم کرتے ہیں۔ دعا بھی ان کی اصلاح کے لئے کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی جو مجرم ہیں ان کے لئے قانونی چارہ جوئی بھی کرتے ہیں اور کریں گے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے لیکن کبھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے اور نہ چھوڑیں گے اور نہ چھوڑنا چاہئے اور ہر مصیبت اور مشکل میں اللہ تعالیٰ کے آگے ہی ہم جھکتے ہیں اور اسی کے آگے جھکیں گے انشاء اللہ۔

لیکن بعض دفعہ بعض لوگوں کے بارے میں مجھے شکایات ملتی ہیں کہ ان کو ایسی مشکلات بھی نہیں، یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور یہاں ان کو تبلیغ کے مواقع بھی میسر آتے ہیں۔ وہ بعض دفعہ براہ راست تبلیغ کرتے ہوئے بعض لوگوں کو یا سوشل میڈیا پر مولویوں کو تبلیغ کرتے ہوئے یا بعض دفعہ ان سے مناظرہ کرتے ہوئے ایسی سخت زبان استعمال کرتے ہیں جو احمدی کے شایانِ شان نہیں ہے۔ اور بعض لکھنے والے مجھے لکھتے ہیں کہ احمدیوں کے منہ سے ایسی گندی گالیاں اور ایسی گفتگو سن کر بڑی پریشانی ہوتی ہے جو ان لوگوں کے منہ سے اپنے مخالفین کے لئے، غیر احمدی مولویوں کے لئے یا جس سے مناظرہ کر رہے ہوتے ہیں اس کے لئے نکل رہی ہوتی ہیں۔ بہرحال یہ باتیں کسی طرح بھی ایک احمدی کو زیب نہیں دیتیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ کہاں تک سچ ہے۔ مَیں نے خود تو نہیں دیکھا لیکن مجھے لکھنے والوں نے لکھا کہ جب ایسی گفتگو ہوتی ہے تو احمدیوں کے مقابلہ میں غیر احمدیوں کی زبان زیادہ نرم ہوتی ہے۔ اگر تو یہ بات سچ ہے تو پھر مَیں ایسے احمدیوں سے کہوں گا کہ بہتر ہے وہ تبلیغ نہ کیا کریں۔ یہ تبلیغ ان کو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنانے والی ہوگی۔ جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے اللہ تعالیٰ کو تو صبر اور غصہ کا گھونٹ پینے والا پسند ہے۔ ہم تو اعلان بھی یہ کرتے ہیں کہ غصہ آتا ہی انہیں ہے جن کے پاس کوئی دلیل نہ ہو۔ پس اگر ہمارے پاس دلیل ہے تو غصہ کا پھر کوئی جواز نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

”دیکھو مَیں اس امر کے لئے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سن کر بھی صبر کرو۔ بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ اور نرمی سے جواب دو۔ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص بڑے جوش کے ساتھ مخالفت کرتا ہے اور مخالفت میں وہ طریق اختیار کرتا ہے جو مفسدانہ طریق ہو جس سے سننے والوں میں اشتعال کی تحریک ہو۔ لیکن جب سامنے سے نرم جواب ملتا ہے اور گالیوں کا مقابلہ نہیں کیا جاتا تو خود اسے شرم آ جاتی ہے“۔ (تو ہمارے لئے تو یہ تعلیم ہے کہ گالیاں بھی ہیں تو نرمی سے جواب دو۔) فرمایا کہ ”خود اسے شرم آ جاتی ہے اور وہ اپنی حرکت پر نادم اور پشیمان ہونے لگتا ہے۔“ (کئی دفعہ ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ جن مخالفین کی نیک فطرت تھی ان کو شرم آئی۔ فرمایا کہ) ”مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔ صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے۔ صبر ہی ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب مَیں یہ سنتا ہوں کہ فلاں شخص اس جماعت کا ہو کر کسی سے لڑا ہے۔ اس طریق کو مَیں ہرگز پسند نہیں کرتا اور خدا تعالیٰ بھی نہیں چاہتا کہ وہ جماعت جو دنیا میں ایک نمونہ ٹھہرے گی وہ ایسی راہ اختیار کرے جو تقویٰ کی راہ نہیں ہے۔ بلکہ مَیں تمہیں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہاں تک اس امر کی تائید کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس جماعت میں ہو کر صبر

اور برداشت سے کام نہیں لیتا تو وہ یاد رکھے کہ وہ اس جماعت میں داخل نہیں ہے‘‘۔ فرمایا کہ ’’نہایت کار اشتعال اور جوش کی یہ وجہ ہوسکتی ہے‘‘ اگر کوئی بہت زیادہ غصہ دلائے اور جس سے جوش پیدا ہو یا اشتعال پیدا ہو تو اس کی یہی وجہ ہوسکتی ہے ’’کہ مجھے گندی گالیاں دی جاتی ہیں۔ تو اس معاملے کو خدا کے سپرد کردو۔ تم اس کا فیصلہ نہیں کرسکتے۔ میرا معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔ تم ان گالیوں کو سن کر بھی صبر اور برداشت سے کام لو۔ تمہیں کیا معلوم ہے کہ مَیں ان لوگوں سے کس قدر گالیاں سنتا ہوں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گندی گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط آتے ہیں اور کھلے کارڈوں میں گالیاں دی جاتی ہیں۔ بے رنگ خطوط آتے ہیں جن کا محصول بھی دینا پڑتا ہے اور پھر جب پڑھتے ہیں تو گالیوں کا طومار ہوتا ہے۔ ایسی فحش گالیاں ہوتی ہیں کہ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ کسی پیغمبر کو بھی ایسی گالیاں نہیں دی گئی ہیں اور مَیں اعتبار نہیں کرتا کہ ابوجہل میں بھی ایسی گالیوں کا مادہ ہو۔ لیکن یہ سب کچھ سننا پڑتا ہے۔ جب مَیں صبر کرتا ہوں تو تمہارا فرض ہے کہ تم بھی صبر کرو۔ درخت سے بڑھ کر تو شاخ نہیں ہوتی۔ تم دیکھو کہ یہ کب تک گالیاں دیں گے۔ آخر یہی تھک کر رہ جائیں گے۔ ان کی گالیاں، ان کی شرارتیں اور منصوبے مجھے ہرگز نہیں تھکا سکتے۔ اگر مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو بیشک مَیں ان کی گالیوں سے ڈر جاتا۔ لیکن مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ مجھے خدا نے مامور کیا ہے پھر میں ایسی خفیف باتوں کی کیا پروا کروں۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ تم خود غور کرو کہ اُن کی گالیوں نے کس کو نقصان پہنچایا ہے؟ ان کو یا مجھے؟ ان کی جماعت گھٹی ہے اور میری بڑھی ہے۔ اگر یہ گالیاں کوئی روک پیدا کرسکتی ہیں تو‘‘ (جس زمانے میں آپ نے لکھا۔ فرمایا کہ اِس وقت) ’’دولاکھ سے زیادہ جماعت کس طرح پیدا ہوگئی‘‘۔ (اور آج ان گالیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں 209 ملکوں میں جماعت قائم ہے۔ فرمایا کہ ’’یہ لوگ ان میں سے ہی آئے ہیں یا کہیں اَور سے؟‘‘۔ (یہ جو گالیاں دینے والے تھے انہی لوگوں میں سے یہ لوگ آئے ہیں اور جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔) ’’انہوں نے مجھ پر کفر کے فتوے لگائے لیکن اس فتویٰ کفر کی کیا تاثیر ہوئی؟ جماعت بڑھی‘‘۔ (کفر کے فتووں کا نتیجہ کیا نکلا؟ کہ جماعت بڑھ گئی۔) ’’اگر یہ سلسلہ منصوبہ بازی سے چلایا گیا ہوتا تو ضرور تھا کہ اس فتویٰ کا اثر ہوتا‘‘ (اس جماعت کو بنانے کا اگر میرا کوئی منصوبہ ہوتا تو فتووں کا اثر ہوتا لیکن کوئی اثر نہیں ہوا۔ فرمایا) ’’اور میری راہ میں وہ فتویٰ کفر بڑی بھاری روک پیدا کردیتا۔ لیکن جو بات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو انسان کا مقدور نہیں ہے کہ اسے پامال کرسکے۔ جو کچھ منصوبے میرے مخالف کئے جاتے ہیں پہچان کرنے والوں کو حسرت ہی ہوتی ہے۔ مَیں کھول کر کہتا ہوں کہ یہ لوگ جو میری مخالفت کرتے ہیں ایک عظیم الشان دریا کے سامنے جو اپنے پورے زور سے آرہا ہے اپنا ہاتھ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ اس سے رک جاوے۔ مگر اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ وہ رک نہیں سکتا۔ یہ ان گالیوں سے روکنا چاہتے ہیں مگر یاد رکھیں کہ کبھی نہیں رکے گا‘‘۔ فرمایا ’’کیا شریف آدمیوں کا کام ہے کہ گالیاں دے۔ مَیں ان مسلمانوں پر افسوس کرتا ہوں‘‘۔ فرمایا ’’مَیں ان مسلمانوں پر افسوس کرتا ہوں کہ یہ کس قسم کے مسلمان ہیں جو ایسی بے باکی سے زبان کھولتے ہیں۔ مَیں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسی گندی گالیاں میں نے تو کبھی کسی چوڑے چمار سے بھی نہیں سنی ہیں جو اِن مسلمان کہلانے والوں سے سنی ہیں۔ ان گالیوں میں یہ لوگ اپنی حالت کا اظہار کرتے ہیں اور اعتراف کرتے ہیں کہ وہ فاسق وفاجر ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے اور ان پر رحم کرے۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 203 تا 205۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اگر یہ صحیح ہے کہ سوشل میڈیا پر بعض احمدی چِڑ کر غلط رنگ میں اور سختی سے ان لوگوں کے جواب دیتے ہیں تو غلط کرتے ہیں۔ اس طرح ہم صرف یہ ایک گناہ نہیں کررہے بلکہ اس گناہ کے بھی مرتکب ہو رہے ہیں کہ نئی نسل کو بھی احمدیت سے دور کر رہے ہیں۔ بعض نوجوانوں میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے پاس دلیل نہیں تھی شاید اس لئے ہم سختی سے جواب دے رہے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ گالیوں کا جواب گالیوں سے دینے کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہمارے پاس دلیل نہیں ہے۔ پس ایسے لوگوں کو فوری طور پر اپنے روّیے بدلنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار مختلف طریقوں سے ہمیں سمجھایا کہ ہمیں صبر کا دامن پکڑے رہنا چاہئے اور اس وقت بھی مَیں آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ مَیں یہ بار بار اس لئے رکھ رہا ہوں تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم سب پر واضح ہو جائے۔ فرمایا کہ:

’’یہ مجھے گالیاں دیتے ہیں لیکن مَیں اُن کی گالیوں کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ اُن پر افسوس کرتا ہوں کیونکہ وہ اس مقابلہ سے عاجز آ گئے ہیں اور اپنی عاجزی اور فرومائیگی کو بجز اس کے نہیں چھپا سکتے کہ گالیاں دیں۔‘‘ (دلیل ان کے پاس رہی نہیں۔ عاجز آ چکے ہیں اور اس لئے دلیل نہ ہونے کی وجہ سے وہ گالیاں دیتے ہیں۔) فرمایا کہ ’’کفر کے فتوے لگائیں۔ جھوٹے مقدمات بنائیں اور قسم قسم کے افترا اور بہتان لگائیں۔ وہ اپنی ساری طاقتوں کو کام میں لا کر میرا مقابلہ کرلیں اور دیکھ لیں کہ آخری فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے۔ مَیں ان کی گالیوں کی اگر پرواہ کروں تو وہ اصل کام جو خدا تعالیٰ نے مجھے سپرد کیا ہے رہ جاتا ہے۔ اس لئے جہاں مَیں ان کی گالیوں کی پرواہ نہیں کرتا مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان کو مناسب ہے کہ ان کی گالیاں سن کر برداشت کریں اور ہرگز ہرگز گالی کا جواب گالی سے نہ دیں کیونکہ اس طرح پر برکت جاتی رہتی ہے۔ وہ صبر اور برداشت کا نمونہ ظاہر کریں اور اپنے اخلاق دکھائیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔ جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل وفکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے۔ غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں اس لئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 180۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اگر عقل وفکر کی قوتوں میں اضافہ کرنا ہے، دل و دماغ میں نور پیدا کرنا ہے تو غصہ اور جوش کو ہمیں ہر وقت دبانے کی ضرورت ہے تبھی اللہ تعالیٰ کے فضل مزید بڑھیں گے۔ جماعت احمدیہ کی ترقی کسی جوش اور غضب کے ظاہر کرنے سے نہیں ہوئی۔ اب تک جو ترقی ہو رہی ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غلبہ دینا ہے۔ پس جب غلبہ اس نے دینا ہے اور اس کام میں برکت اس نے ہی ڈالنی ہے جو ہم تبلیغ کا بھی اور دوسرا کرتے ہیں تو پھر ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ہمیں ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی زندگی گزارنی چاہئے جس میں آپ نے فرمایا کہ:

’’دنیوی لوگ اسباب پر بھروسہ کرتے ہیں۔‘‘ (ظاہری چیزوں پر بھروسہ کرتے ہیں) ’’مگر اللہ تعالیٰ اس بات کے لئے مجبور نہیں ہے کہ اسباب کا محتاج ہو۔ کبھی چاہتا ہے تو اپنے پیاروں کے لئے بلا اسباب بھی کام کر دیتا ہے اور کبھی اسباب پیدا کر کے کرتا ہے اور کسی وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ بنے بنائے اسباب کو بگاڑ دیتا ہے۔‘‘ فرمایا ’’غرض اپنے اعمال کو صاف کرو۔‘‘ (ہمیں نصیحت فرمائی کہ اپنے اعمال کو صاف کرو) ’’اور خدا تعالیٰ کا ہمیشہ ذکر کرو اور غفلت نہ کرو۔ جس طرح بھاگنے والا شکار جب ذرا سست ہو جاوے تو شکاری کے قابو میں آ جاتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کے ذکر سے غفلت کرنے والا شیطان کا شکار ہو جاتا ہے۔‘‘ (پس یہ مثال سامنے رکھو کہ جہاں شکار جو شکاری سے ڈر کے دوڑتا ہے اگر سست ہوا تو شکاری کے قابو میں آ جاتا ہے۔ اسی طرح انسان اگر اپنی عبادتوں میں، دعاؤں میں، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے میں غفلت کرے گا تو پھر شیطان کا شکار ہوسکتا ہے۔) فرمایا کہ ’’توبہ کو ہمیشہ زندہ رکھو۔‘‘ (یہ ضرور یاد رکھو کہ توبہ کو ہمیشہ زندہ رکھو) ’’اور کبھی مُردہ نہ ہونے دو۔‘‘ (استغفار بہت زیادہ کیا کرو) ’’کیونکہ جس عضو سے کام لیا جاتا ہے وہی کام دے سکتا ہے اور جس کو بیکار چھوڑ دیا جائے پھر وہ ہمیشہ کے واسطے ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح توبہ کو بھی متحرک رکھو تا کہ وہ بیکار نہ ہو جاوے‘‘۔ فرمایا کہ ’’اگر تم نے سچی توبہ نہیں کی تو وہ اس بیج کی طرح ہے جو پتھر پر بویا جاتا ہے۔ اور اگر وہ سچی توبہ ہے تو وہ اس بیج کی طرح ہے جو عمدہ زمین میں بویا گیا ہے اور اپنے وقت پر پھل لاتا ہے‘‘۔ فرمایا کہ ’’آجکل اس توبہ میں بڑی بڑی مشکلات ہیں۔‘‘ (وہاں قادیان میں آئے ہوئے کچھ لوگوں کو آپ یہ نصیحت فرما رہے تھے کہ جب تم یہاں سے جاؤ گے تو تمہیں بہت کچھ لوگوں سے سننا پڑے گا۔ لوگ بڑی باتیں کریں گے کہ تم نے ایک مجذوم، کافر، دجّال

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

وغیرہ کی بیعت کی ہے۔) فرمایا کہ ’’ایسا کہنے والوں کے سامنے جوش ہرگز مت دکھانا۔ہم تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر کے واسطے مامور کئے گئے ہیں۔اس لئے چاہئے کہ تم ان کے لئے دعا کرو کہ خدا تعالیٰ ان کو بھی ہدایت دے۔اور جیسے کہ تم کو امید ہے کہ وہ تمہاری باتوں کو ہرگز قبول نہ کریں گے تم بھی ان سے منہ پھیر لو۔‘‘ فرمایا ’’ہمارے غالب آنے کے ہتھیار استغفار، توبہ، دینی علوم کی واقفیت، خدا تعالیٰ کی عظمت کو مدّنظر رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازوں کو ادا کرنا ہیں۔نماز دعا کی قبولیت کی کنجی ہے۔جب نماز پڑھو تو اس میں دعا کرو اور غفلت نہ کرو اور ہر ایک بدی سے خواہ وہ حقوق الٰہی کے متعلق ہو خواہ حقوق العباد کے متعلق ہو، بچو۔‘‘ (ماخوذ از ملفوظات جلد5 صفحہ303۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہمارا کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں اور اس کے حکموں پر چلنے کی کوشش ہمیشہ کرتے رہیں۔اس کی راہ میں قربانیوں کو صبر اور استقامت سے برداشت کرنے والے ہوں۔اللہ تعالیٰ ہمیں صبر اور دعا کے ساتھ اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کے انعاموں کو حاصل کرنے والے رہیں۔

نماز کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم پی پی ناظم الدین صاحب آف پینگاڈی کیرالہ، انڈیا کا ہے جو 3رمئی کو ٹرین کے حادثے میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اپنی کار پہ جا رہے تھے کہ وہاں ایکسیڈنٹ ہو گیا۔قرآن کریم کی نمائش کے حوالے سے ایک میٹنگ سے واپس آ رہے تھے تو یہ حادثہ پیش آیا۔بڑے مخلص انسان تھے۔ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے اور قادیان کے اجتماعات اور جلسہ سالانہ اور شوریٰ وغیرہ میں باقاعدگی سے شرکت کرنے والے تھے۔بڑے اَیکٹو ممبر تھے۔اس وقت ضلعی سیکرٹری مال کی حیثیت سے بھی ان کو کام کی توفیق ملی۔وفات کے وقت بھی بطور نائب صدر انصار اللہ بھارت خدمات انجام دے رہے تھے۔یہ بڑا لمبا عرصہ دبئی میں رہے اور وہاں کے پہلے امیر جماعت کے طور پر انہوں نے خدمت کی توفیق پائی۔ان کے بڑے وسیع تعلقات تھے اور ان تعلقات کو ہمیشہ جماعت کے لئے انہوں نے استعمال کیا۔جماعتی نظام کی بے انتہا پابندی کرنے والے اور اپنے ساتھیوں سے بھی پابندی کرواتے تھے۔عبادت کرنے والے، قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے، بڑے منکسر المزاج، بڑی نفیس طبیعت کے یہ مالک تھے۔اور لوگوں کو بڑا فائدہ پہنچانے والے نافع الناس وجود تھے۔بچوں کی بھی بڑے اچھے انداز میں تربیت کی۔ہمیشہ نیکی کی تعلیم دیتے، تلقین کرتے اور خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے۔مرحوم موصی بھی تھے۔ان کی ایک بیٹی یہاں بھی رہتی ہے اور ایک بیٹا ان کا دبئی میں ہے۔اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے اور خلافت اور جماعت سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: دورہ جرمنی از صفحہ 20

لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗٓ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (البقرۃ:113) اس جگہ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ کے معنے یہی ہیں کہ ایک نیستی اور تذلّل کا لباس پہن کر آستانۂ الوہیت پر گرے اور اپنی جان، مال، آبرو، غرض جو کچھ اس کے پاس ہے خدا ہی کے لئے وقف کرے اور دنیا اور اس کی ساری چیزیں اس کی خادم بنادے۔‘‘

(ملفوظات جلد1 صفحہ 364)

نیز فرمایا:

’’چاہئے کہ صحابہ کی زندگی کو دیکھو وہ زندگی سے پیار نہ کرتے تھے ہر وقت مرنے کے لئے تیار تھے۔بیعت کے معنے ہیں اپنے آپ کو بیچ دینا۔جب انسان زندگی کو وقف کر چکا تو پھر دنیا کے ذکر کو درمیان میں کیوں لاتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد4 صفحہ 504)

نیز فرمایا:

’’صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تعلقات بھی تو آخر دنیا سے تھے ہی۔جائیدادیں تھیں، مال تھا، زر تھا، مگر ان کی زندگی پر کس قدر انقلاب آیا کہ سب کے سب ایک ہی دفعہ دستبردار ہو گئے اور فیصلہ کر لیا کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ہمارا سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے۔اگر اس قسم کے لوگ ہم میں ہو جائیں تو کون سی آسمانی برکت اس سے بزرگ تر ہے‘‘۔(الحکم جلد7 صفحہ 24۔مورخہ 30 جون 1903ء)

… … … … … … …

منظوم کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ

بعد ازاں عزیزم حنان احمد باجوہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا درج ذیل منظوم کلام پیش کیا:

دنیا کے کام بے شک کرتا رہوں گا مَیں بھی
لیکن مَیں جان و دل سے اُس یار کا رہوں گا

برقی خیال دل میں، سَر میں رہے گا سَودا
اُس یار کو میں بھُولوں ، اتنا نہ محو ہوں گا

چمکوں گا مَیں فلک پر، جیسے ہو کوئی تارا
بھُولوں کو رہ پہ لاوے ، ایسی مَیں شمع ہوں گا

سورج کی روشنی بھی مدھم ہو جس کے آگے
ایسا ہی نور حاصل اُس نور سے کروں گا

سارے علوم کا ہاں منبع ہے ذات جس کی
اُس سے مَیں علم لے کر دنیا کو آگے دوں گا

جو کچھ کہوں زُباں سے، ناصر وہ کر دکھاؤں
ہو رحم اے خدایا! تا تیرے فضل پاؤں

…………………………………

اس کے بعد مکرم سید حسنات احمد صاحب (واقف نو خادم) صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے ’’واقفین نو کی ذمّہ داریاں‘‘ کے عنوان پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر مشتمل درج ذیل مضمون پیش کیا۔

واقفین نو کی ذمہ داریاں

پیارے آقا! آج یہاں اس کلاس میں ایسے غلامانِ خلافت واقفینِ نَو موجود ہیں جنہوں نے پندرہ سال کی عمر کے تجدید وقف کے بعد اپنی تعلیم کے اختتام یا آخری مراحل پر اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرتے ہوئے دوبارہ تجدید وقف کی ہے اور اپنے آپ کو خلیفۂ وقت کے قدموں میں پیش کرتے ہوئے اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ پیارے آقا جہاں بھی ہمیں خدمت کا موقع عطا فرمائیں ہم اسے اپنی خوش نصیبی سمجھیں گے۔پیارے آقا سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری اس قربانی کو محض اپنے فضل سے قبول فرمائے اور ہمیں مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔آمین۔

پیارے واقفین نَو بھائیو! یہ ہماری سعادت ہے کہ ہمارے والدین نے تحریک وقف نَو کے آغاز پر ہی ہمیں اس مبارک تحریک کے لئے پیش کیا اور پھر ہماری تربیت اس نہج پر کی کہ آج ہم اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کر چکے ہیں۔پھر ہم کس قدر خوش نصیب ہیں کہ خلفاءِ وقت نے ہماری قدم قدم پر راہنمائی فرمائی، خدمت کے عملی میدان کے لئے تیار کیا۔سیدنا و امامنا پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ ایک پیغام میں فرمایا:

’’ہر وقفِ نو جو عملاً وقف کے ایک باقاعدہ نظام میں شامل ہوتا ہے کہ نہیں، یعنی جماعت کے مستقل کارکن کی حیثیت سے کام کرتا ہے یا نہیں، وہ وقفِ زندگی بہر حال ہے اور اس کا ہر قول و فعل وقفِ زندگی کے اعلیٰ معیاروں کے مطابق ہونا چاہئے جس میں سب سے بڑی چیز تقویٰ ہے۔اسے ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھیں کہ ہم نے تقویٰ پر قائم رہنا ہے اور ہر کام اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرنا ہے…خاص طور پر اس معاشرے میں جہاں آزادی کا دَور دورہ ہے اور آزادی کے نام پر اخلاقی بے راہ روی ہر جگہ عام نظر آتی ہے۔اس میں ہم نے اپنے آپ کو ہر لحاظ سے سنبھال کر رکھنا ہے اور ایک نمونہ قائم کرنا ہے تاکہ دوسرے نوجوان بھی اور بچے بھی ہمیں دیکھ کر ہم سے نمونہ حاصل کریں۔اور اس طرح ہم ہر احمدی بچے اور جوان کے لئے ایک نیک نمونہ بنتے ہوئے ان کی اصلاح کا موجب بننے والے ہوں۔پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہم نے اپنی زندگیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات اور ارشادات کی روشنی میں حقیقی اسلامی نمونہ کے مطابق گزارنی ہیں اور یہ تبھی ممکن ہوگا جب آپ ہمیشہ خلافت سے وفا کا تعلق رکھیں گے اور خلیفۂ وقت کی ہر نصیحت پر بھرپور عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔اگر آپ یہ کر لیں تو آپ اس عہد کو نبھانے والے بنیں گے جو آپ نے بحیثیت وقفِ نَو خدا تعالیٰ سے کیا یا آپ کے والدین نے آپ کی پیدائش سے بھی قبل آپ کو وقف کر کے کیا۔‘‘ (پیغام حضور اقدس بر آغاز سہ ماہی رسالہ اسماعیل۔شمارہ 1۔اپریل تا جون 2012ء۔صفحہ 5 تا 6)

اسی طرح حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک خطاب میں ایک واقف نَو کی خصوصیت بیان فرماتے ہوئے ہمیں بتایا کہ:

’’ہر واقفِ نو کی اپنی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی روزمرہ کی زندگی کو اس رنگ میں ڈھالے جو ایک خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف فرد کے اطوار اور وقار کے مطابق ہو۔اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ کوشش کرتے رہیں کہ آپ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے چلے جائیں اور ہر دن جو گزرتا ہے اس میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں بھی آپ ترقی کرتے چلے جائیں۔اس کے ساتھ ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ سے بھی بھرپور وفا اور خلافت کی کامل تابعداری آپ کی زندگی کا حصّہ ہو۔نظامِ جماعت آپ کی نظر میں اور آپ کی زندگی میں ہر دوسری چیز کی نسبت عزیز اور مقدم ہونا چاہئے۔صرف تب ہی آپ میں وہ خصوصیات پیدا ہوں گی جن سے آپ اس قابل بنیں کہ وقفِ نو کی عظیم ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں پورا کر سکیں۔جیسا کہ مَیں پہلے کہہ چکا ہوں آپ کو اپنی زندگیوں کو اس طرح ڈھال لینا چاہئے جس کا تقاضا اسلام کی حقیقی تعلیم ہم سے کرتی ہے۔جب آپ کھڑے ہوں یا بیٹھے ہوں یا کسی محفل میں ہوں یا کہیں چلتے پھرتے نظر آئیں آپ کا طور طریقہ نمایاں طور پر اچھا ہو اور اعلیٰ اخلاق کا مظہر ہو ورنہ لوگ آپ پر انگلی اٹھائیں گے اور کہیں گے کہ اس واقفِ نو کے اخلاق اور کردار اعلیٰ معیار کے نہیں ہیں۔‘‘ (خطاب بر موقع سالانہ اجتماع واقفینِ نَو یوکے 26 فروری 2011ء)

نیز فرمایا:

’’ہمیشہ آپ اپنا وقفِ نو کا عہد یاد رکھیں اور یاد رکھیں کہ یہ عہد خدا تعالیٰ سے باندھا گیا ہے جو کہ غیب کا علم رکھنے والا ہے۔اس سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے۔اور وہ آپ کے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے۔اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ اللہ کی طرف سے پوچھے جائیں گے اور جو وعدہ آپ نے کیا ہے اس کے متعلق پوچھے جائیں گے اس لئے یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو کہ واقفینِ نَو پر ڈالی گئی ہے۔اس لئے اس عہد کو پورا کرنے کے لئے آپ کو اس کی اہمیت اور اصل مطلب سمجھنا چاہئے۔آپ میں سے بہت سارے جلد ہی عملی زندگی میں قدم رکھیں گے یا رکھ چکے ہیں اور جماعت کے لئے کام کرنا شروع کریں گے یا پہلے سے ہی شروع کر چکے ہیں۔اس لئے آپ پر یہ لازم ہے کہ آپ روزانہ اپنا جائزہ لیں اور یہ دیکھیں کہ آیا آپ حقیقت میں اپنا عہد پورا کر رہے ہیں؟ کیا آپ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہو رہے ہیں؟ اور تقویٰ کی راہوں کو اختیار کر رہے ہیں؟ اگر ان سوالوں کا جواب نہیں میں ہے تو پھر جماعت کو آپ کے وقفِ نَو ہونے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔‘‘ (خطاب بر موقع سالانہ اجتماع واقفینِ نو یوکے 6 مئی 2012ء)

پیارے بھائیو! یہ ہمیں عظیم سعادت حاصل ہے کہ ہمارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح ہمیں اپنے ساتھ کلاس میں شمولیت کا شرف بخشتے ہیں اور ہمیں ایسی ہدایات سے نوازتے ہیں جن پر عمل کر کے ہم مستقبل کی بھاری ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک خطاب میں ایسی ہی نصائح فرماتے ہوئے فرمایا:

’’اس وقت اسلام پر ہر سمت سے حملے کئے جا رہے ہیں اور اسلام کی مخالفت میں بہت کچھ کہا اور لکھا جا رہا ہے۔اس صورت میں آپ کو اسلام کے دفاع کے لئے اٹھ کھڑے ہونا چاہئے۔ہر فرد کو اسلامی تعلیمات کے دفاع کے سلسلہ میں بھرپور کردار ادا کرنا چاہئے۔مگر ایک واقفِ نَو کا کردار تو دوسروں سے بڑھ کر نمایاں ہونا چاہئے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ واقفینِ نَو بچوں کے والدین نے یہ عہد کیا تھا کہ ان کے بچے کی زندگی کا ہر لمحہ اسلام کی

خدمت کے لئے وقف ہوگا۔ اور پھر پندرہ سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد آپ نے اپنے اس عہد کی تجدید کی تھی کہ ہر لمحہ خدمتِ دین میں گزاریں گے۔ سو اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اس مغربی معاشرہ میں جس میں آپ رہتے ہیں اپنے آپ کو روشنی کی وہ شمع بنالیں جس میں دنیاوی حرص اور دنیاوی کھیل تماشوں کا کوئی عنصر موجود نہ ہو بلکہ حقیقت میں اپنے آپ کو روحانی نور سے منور مشعلِ راہ بنالیں۔

مَیں دعا کرتا ہوں کہ یہ نور آپ سب کی زندگیوں میں پیدا ہو جائے اور اگر آپ کو اس میں کامیابی حاصل ہو جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ میری اور آنے والے خلفاء کی فکروں کو دُور کرنے والے بن جائیں گے کیونکہ چراغ سے چراغ جلتا ہے یعنی نمونے کو دیکھ کر نمونہ اختیار کیا جاتا ہے۔ آپ میں سے جو بڑے ہیں وہ واقفینِ نَو کی تحریک کی پہلی فصل ہیں اس لئے یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ نمونہ قائم کریں، رجحانات کی بنیاد ڈالنے والے بنیں۔ مَیں آپ سے کہتا ہوں کہ آگے بڑھیں اور نیک رجحانات پیدا کرنے والے قائدین بن جائیں۔ آپ جس میدان عمل میں بھی ہوں خواہ مربی ہوں، ڈاکٹر ہوں، ٹیچر ہوں، تاریخ دان ہوں، معیشت کے ماہر ہوں، سائنسدان ہوں جس میدان عمل میں بھی اتریں اپنی اعلیٰ کارکردگی کی چمک دکھائیں۔ ایسا نمونہ دکھائیں کہ نہ صرف آپ کی موجودہ نسل بلکہ آئندہ آنے والی نسلیں بھی آپ کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔'' (خطاب بر موقع سالانہ اجتماع واقفینِ نو یوکے 26 فروری 2011ء)

... ...

مجلس سوال جواب

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفینِ نو خدّام کو سوالات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

☆ **ایک واقفِ نو نے سوال کیا کہ معترضینِ اسلام قرآن کریم کی جن آیات میں جنگ وقتال کا ذکر ہے ان پر جب اعتراض کرتے ہیں تو ہم انہیں یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ آیات تب نازل ہوئیں جب کفارِ مکہ نے مسلمانوں پر بہت مظالم کئے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے مسلمانوں کو مدینہ سے نکال دیا اور پھر مدینہ میں بھی انہیں چین سے نہیں رہنے دیا تو تب اللہ تعالیٰ نے دفاع کی اجازت کے لئے یہ آیات نازل فرمائی تھیں۔ اس پر معترضین کہتے ہیں کہ آپ لوگ تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن کریم کی تعلیم تو ہر زمانہ کے لئے ہے اور آج بھی قرآنی تعلیم روزمرہ کے امور کے بارہ میں رہنمائی کرتی ہے تو پھر اس صورت میں ان آیات کا آجکل کی زندگی سے کیا تعلق ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اُن لوگوں سے جو اسلام پر اعتراض کرتے ہیں کہیں کہ قرآن کریم میں تو دو ہزار سے زائد آیات ہیں جن سے جہاد کا کچھ نہ کچھ ذکر ملتا ہے۔ اوّل تو جہاد اور قتال میں فرق ہے۔ ہر جہاد قتال نہیں ہے۔ اصل جنگ تو قتال ہے۔ دوسری طرف بائبل میں قرآن کریم کی نسبت تقریباً تین گنا یعنی پانچ ہزار یا اس سے زائد آیات ہیں جن میں شدت پسندی، جنگ اور قتل و غارت کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر انجیل جس کے بارہ میں یہ کہتے ہیں کہ اس کی تعلیم یہ ہے کہ ایک گال پر طمانچہ پڑے تو دوسرا بھی آگے کر دو اس میں بھی دو سو نوّے یا اکیانوے آیات ایسی ہیں جن میں اس قسم کی تعلیم ہے۔ یہ تو الزامی جواب ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

دوسری بات یہ ہے کہ تیرہ سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم ہوتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جنگ کی اجازت نہیں دی۔ جب ظلموں کی انتہا ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی اور جب ہجرت کرنے کے ڈیڑھ سال بعد کفار نے حملہ کیا تو اس وقت قرآن کریم کی آیت نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو اپنے دفاع کی اجازت دی گئی۔ سورۃ الحج کی آیات 40 و 41 حکم دیتی ہیں کہ اب جنگ کرو۔ اور جنگ اس لئے کرو کہ مذہب کی حفاظت کرنی ہے۔ ان آیات میں لکھا ہے کہ مخالفین کے حملوں کی صورت میں نہ کوئی چرچ باقی رہے گا، نہ کوئی synagogue باقی رہے گا، نہ کوئی temple باقی رہے گا اور نہ کوئی مسجد باقی رہے گی۔ تو جب اجازت ملی تو تمام مذاہب کی حفاظت کی اجازت ملی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

جو حقیقی اسلامی تاریخ ہے اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے ماسوائے بعض orientalists کے جنہوں نے اپنی تاریخ بنا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ اسلام نے حملے کئے۔ حالانکہ اسلام نے کبھی حملہ نہیں کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے جب تک اسلام کو مٹانے کیلئے اور ظلم کرنے کے لئے مسلمانوں پر حملے نہیں کئے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہیں دیا۔ اسی لئے اسی طرح کی ایک جنگ سے واپس آتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آرہے ہیں جو کہ قرآنِ کریم کی تعلیم کو پھیلانا اور تبلیغ کرنے کا جہاد ہے۔ پھر صلح حدیبیہ کے معاہدہ کے بعد امن اور سلامتی کا کچھ عرصہ گزرا، اس دَور میں اسلام جنگوں کے دَور کی نسبت کہیں زیادہ پھیلا ہے۔ اس لئے جنگ سے یا شدت پسندی سے اسلام نہیں پھیلا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں جب ایران نے حملہ کیا تو آپ رضی اللہ نے صرف ان کے حملہ کا جواب دیا۔ جب مسلمان فوجیں ایران کے بارڈر پر جا کر بیٹھ گئیں۔ اس وقت بھی جب ایران کی فوج حملے کرتی رہی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے فوجیوں اور کمانڈروں سے فرمایا کہ تم نے اس طرح ان پر حملہ نہیں کرنا کہ ان کے اندر چلے جاؤ بلکہ صرف دفاع کرنا ہے۔ لیکن جب بار بار ایرانیوں کے حملے ہوئے تو اس پر حضرت عمر رضی اللہ نے پوچھا کہ بار بار حملے کیوں ہو رہے ہیں تو اس وقت کمانڈر نے کہا کہ آپ ہمارا ہاتھ روک رہے ہیں کہ ان پر حملہ نہیں کرنا۔ تو اس کے بعد جنگِ قادسیہ ہوئی جو کہ مسلمانوں پر ظلم کرنے کے نتیجہ میں ہوئی۔ پھر جب مسلمانوں کی فوجیں آگے بڑھیں تو بڑھتی چلی گئیں۔ اور پھر وہاں بھی زبردستی تو کسی کو مسلمان نہیں بنایا گیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اب رہ گئی بات کہ قرآن کریم کی تعلیم ہر زمانہ کے لئے ہے تو یہ بالکل ٹھیک ہے۔ قرآن کریم میں ہر زمانہ کے لئے تعلیم ہے اور قرآن کریم چھوٹے سے چھوٹے امکان کو لے کر بڑے سے بڑے امکان کو cover کرتا ہے۔ یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ چونکہ بڑے امکان کا ذکر ہے اس لئے چھوٹے امکان کی کوئی سزا نہ دو یا اگر بڑے امکان کی صورت پیدا نہیں ہوتی تو چھوٹے امکان کی صورت بھی نہ ہو۔ یہ تو ایک مکمل اور comprehensive شریعت ہے جس نے ہر امکان یعنی ہر ممکنہ چیز کو اپنے اندر شامل کر لیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ اگر ایسی صورتحال ہو تو تم نے جنگ کرنی ہے۔ قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا تھا۔ بخاری کی حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح و مہدی کے آنے کی پیشگوئی فرمائی تو فرمایا کہ مسیح 'یَضَعُ الْحَرْبَ' کرے گا یعنی جنگوں کا خاتمہ کرے گا۔ کونسی جنگوں کا خاتمہ کرے گا؟ مذہبی جنگوں کا خاتمہ کرے گا۔ اس کا مطلب ہے کہ اُس وقت مذہبی جنگیں نہیں ہوں گی۔ دشمنوں کی طرف سے اسلام کو ختم کرنے کے لئے اُس طرح حملہ نہیں ہوگا جس طرح کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کرتے تھے، یا ایرانیوں نے کیا یا دوسروں نے کیا۔ یہاں تک کہ عیسائیوں نے بھی کیا۔ تو یہ کہنا کہ قرآن کریم ہر زمانہ کے لئے ہے تو یہ بالکل درست ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے 'عیسیٰ مسیح کرے گا جنگوں کا التواء' اور ایک طرف فرمایا کہ 'جو بھی لڑائی کو جائے گا وہ کافروں سے سخت ہزیمت اُٹھائے گا'۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح کے لئے 'یَضَعُ الْحَرْب' فرمادیا تھا۔ اس لئے اب اگر تم لڑائی کرنے کیلئے جاؤ گے تو پھر تم کافروں سے نقصان اُٹھاؤ گے کیونکہ اسلام پر حملہ بحیثیت مذہب اُس طرح سے نہیں ہو رہا۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں یہ فرمایا کہ جنگ کرو اور جہاد کرو وہاں یہ بھی تو ساتھ تسلی دلائی ہے کہ تم لوگ فتح پاؤ گے۔ اِس وقت کونسا مسلمان ملک ہے جو فتح پا رہا ہے یا کونسی کامیابیاں ہیں جو مسلمانوں نے جنگیں کر کے حاصل کر لی ہیں؟ اس کا مطلب ہے کہ یہ جہاد نہیں ہے۔ یہ جنگ اللہ تعالیٰ کے نام پر نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب مسیح آئے گا تو امن اور محبت اور پیار پھیلائے گا جس طرح کہ پہلے مسیح نے پھیلایا تھا۔ پہلے مسیح کی تعلیم پیار، محبت اور امن ہی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مَیں بھی اُسی مسیح کے قدموں پر آیا ہوں۔ وہ مسیحِ موسوی تھا، میں مسیحِ محمدی ہوں اور میں نے بھی محبت اور پیار پھیلانا ہے۔ اس لئے جنگیں ختم ہوگئیں۔ ہاں اگر کسی وقت امکان پیدا ہوتا ہے کہ اسلام پر بحیثیت مذہب حملہ ہو اور اسلام کو مٹانے کی کوشش کی جائے تب جہاد والی آیتیں لاگو ہو جائیں گی۔ لیکن اِس وقت یہ صورتحال نہیں ہے اس لئے یہ آیات لاگو نہیں ہو رہیں۔ جب قانون بنایا جاتا ہے یا جب ملکی قانون بھی بنتے ہیں تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہوتا کہ ہر شہری کو پکڑ کر سزا دے دو یا پھانسی دے دو۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جنگوں کا التواء ہو گیا ہے یعنی ملتوی ہو گئی ہیں۔ کیوں ملتوی ہو گئی ہیں؟ اس لئے کہ اسلام پر اب بحیثیت مذہب حملہ نہیں ہو رہا۔ ہاں جب ہوگا تو قرآن کریم کی آیتیں ہمیں حکم دیتی ہیں اور اجازت دیتی ہیں کہ اب تم لڑائی کر سکتے ہو اور پھر اس صورت میں اللہ تعالیٰ یہ بھی گارنٹی دیتا ہے کہ فتح بھی تمہاری ہوگی۔

☆ **اس کے بعد ایک واقفِ نو نے عرض کیا کہ ملک شام میں کیمیکل حملوں کے بعد امریکہ نے جو راکٹ کے ساتھ فضائی حملہ کیا ہے کیا ہم اس حملہ کو مسلمانوں کے خلاف یا اسلام کے خلاف تصور کر سکتے ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ سوال یہ ہے کہ شام کی حکومت جو اپنے ہی لوگوں کو اور مسلمانوں کو مار رہی ہے اس کو کیا تصور کریں گے؟ ایک طرف رشیا شام کی حکومت کی مدد کر رہا ہے اور لوگوں کو مار رہا ہے۔ وہ بھی تو مسلمان ہی ہیں۔ وہ بھی تو یہی کلمہ پڑھتے ہیں۔ دوسری طرف امریکہ اگر حملہ کر رہا ہے تو اس لئے کر رہا ہے کہ وہ مسلمان جو پہلے مارے گئے اُن پر ظلم ہوا اس لئے اس نے کہا دوسرے مسلمانوں کو مار دو۔ تو دونوں طرف سے ظلم ہو رہا ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم ظلم کو روکو۔ اگر ہاتھ سے نہیں روک سکتے تو زبان سے روکو، اگر زبان سے نہیں روک سکتے تو دعا کرو۔ ہمارے پاس تو اس وقت طاقت نہیں ہے۔ ہم تو دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان مسلمان لیڈروں کو بھی عقل دے، جو مسلمان rebel گروپس ہیں ان کو بھی عقل دے اور جو شدت پسند ہیں اور اسلام کے نام پر ظلم کر رہے ہیں ان کو بھی عقل دے۔ تو دونوں نے block بنالئے ہیں۔ ایک مسلمان گروہ نے رشیا کے ساتھ block بنا کر گٹھ جوڑ کر لیا ہے اور دوسرے نے امریکہ کے ساتھ کر لیا ہے۔ تو ہم اس کو مسلمانوں پر حملہ کیسے قرار دے سکتے ہیں؟ مسلمانوں کے اندر ہی منافقت پیدا ہوئی ہوئی ہے تو ہم پھر یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ پھر ترکی جو کردوں کو مار رہا ہے یا سیرین گورنمنٹ سنّیوں اور سنّی شیعہ کو مار رہے ہیں۔ روز دہشت گردی کے حملے ہو رہے ہیں۔ کل طالبان نے افغانستان میں 130 فوجی مار دیئے۔ تو کیا یہ اسلام کے خلاف جنگ ہے؟ یہ تو مسلمان خود منافق بنے ہوئے ہیں اور یہ ہونا ہی تھا۔ کیونکہ یہ اسلامی جنگیں نہیں ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ 'تم ہزیمت اُٹھاؤ گے۔' اگر تم اسلام کے نام پر جنگ کرنے کی کوشش کرو گے یا اگر داعش اسلام کے نام پر جنگ کرنے کی کوشش کر رہا ہے تو مار کھا کھا کر ختم ہو گیا ہے۔ کیا رہ گیا ہے اب ان کا؟ انہوں نے ہزیمت تو اُٹھالی ہے۔ اصل میں تو یہ تھا کہ اگر وہ اسلام کے نام پر جنگ کر رہے تھے اور وہ اسلامی جنگ تھی تو پھر تو ان کو بجائے ختم ہونے کے جیتنا چاہئے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تو جیتنے کا وعدہ دیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نشانی بتائی ہے کہ اگر تم اسلام کے نام پر جنگ کر رہے ہو تو پھر تم ضرور جیتو گے کیونکہ میری مدد تمہارے ساتھ ہے۔ آپ کو کہیں ان کا جیتنا نظر آرہا ہے؟ آخر میں فتنہ ہی نظر آتا ہے۔ آخر میں جا کر یا تو یاجوج کی گود میں بیٹھ جاتے ہیں یا پھر ماجوج کی گود میں بیٹھ جاتے ہیں اور دجّال کے پاس چلے جاتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ ہمارے فیصلے کرا دو۔ تو جب خود دجال کے پاس اپنے فیصلے کروانے چلے جاتے ہیں تو پھر اسلام کہاں سے رہ گیا ہے؟

☆ **اس کے بعد ایک واقفِ نو نے سوال کیا کہ پاکستان سے جو نئے لوگ یہاں اسائلم پر آتے ہیں انہیں بالعموم کام کی اجازت نہیں ہوتی لیکن ان میں سے کچھ لوگ پھر بھی کام کر رہے ہوتے ہیں۔ اور پھر جب وہ کام کرتے ہیں تو اس پر ٹیکس یا انشورنس وغیرہ بھی ادا نہیں کرتے۔ تو کیا ایسے لوگوں کو چندہ دینا چاہئے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ جو بھی غیر قانونی کام کے ذریعہ آمد پیدا ہو رہی ہے اس پر ہمیں چندہ نہیں لینا چاہئے۔ اسی لئے میں تو کئی خطبوں میں بھی کہہ چکا ہوں کہ ٹیکس نہ چوری کرو۔ ٹیکس نہ بچاؤ۔ یہ غلط طریق کار ہے۔ پھر یہ ہے کہ اگر تم شرعی لحاظ

سے بھی غلط کام کر رہے ہو، شراب بیچ رہے ہو جس کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شراب بیچنے والا، شراب کشید کرنے والا، شراب پلانے والا، شراب بنانے والا یہ سب لعنتی اور جہنمی ہیں۔ تو ایسی صورت میں پھر ہم چندہ کیسے لے سکتے ہیں؟ قرآن کریم نے اس حد تک اجازت دی کہ اگر تم بھوک سے مر رہے ہو تو تم سؤر کھا سکتے ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ سؤر بھی اب ہمارے لئے ایک بہت بڑا ہوّا بن گیا ہوا ہے اور لوگ سؤر کا سر لا کر ہماری مسجدوں میں رکھ دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے مسلمانوں کے جذبات اُبھار دیئے۔ حالانکہ اس میں جذبات اُبھارنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر ایک سر پڑا ہوا ہے تو ان سے کہو کہ تین چار اور لا کر رکھ دو تو وہ خود ہی خاموش ہو جائیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ تو اضطراری طور پر تو سؤر کھانے کی بھی اجازت ہے لیکن صرف اُن کیلئے جن کو اضطرار ہے، ہمارے لئے نہیں۔ جماعت کو کوئی ایسی ضرورت نہیں ہے کہ غیر قانونی کمائی کا یا غیر شرعی کام کی کمائی کا چندہ لے۔ جو ایسا کرتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں۔ میں خطبوں میں انتظامیہ کو بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہوں۔

☆ ایک واقفِ نَو نے سوال کیا کہ ایک حدیث ہے کہ مسیح موعود جب آئے گا تو شام کے مشرق میں ایک مینارہ پر اترے گا۔ غیر احمدی کہتے ہیں کہ شام میں ایک مسجد ہے جس کے مینارہ پر وہ اتریں گے۔ جبکہ ہمارے مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش کے بعد قادیان میں مینار بنایا گیا تھا۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ مسیح کا مینارے پر اترنا تو ایک تشبیہ ہے۔ یہ تو ایک مثال دی گئی ہے کہ مسیح دمشق کے مشرق میں اُترے گا۔ آپ نقشہ پر دیکھیں تو قادیان اور پنجاب دمشق کا مشرق ہی بنتا ہے۔ باقی جہاں تک قادیان میں منارۃ المسیح کا تعلق ہے تو اس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ چونکہ مینار مسیح کی نشانی بتائی گئی تھی اس لئے میں ظاہری طور پر بھی مینار بنا رہا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تو نہیں فرمایا کہ میں یہ مینار اس لئے بنا رہا ہوں کہ یہ مینار میری آمد کی دلیل بن جائے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں تو وہ مینار بنا ہی نہیں تھا۔ صرف چند فٹ تک اُٹھا تھا۔ یہ تو خلافتِ ثانیہ کے دَور میں بنا ہے۔ تو ہر حدیث کی تشریح ہوتی ہے۔ جس طرح ابھی ایک خادم نے حدیقۃ الصالحین سے حدیث پڑھ کر اس کی تشریح بتائی ہے اسی طرح اس حدیث کی تشریح بھی اس کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔ کافی لمبی تشریح ہے۔ وہ پڑھ لیں۔ آپ پر سارا واضح ہو جائے گا۔ نہیں تو اپنے سیکرٹری وقفِ نَو سے کہیں کہ وہ آپ کو حدیث نکال کر دے دیں۔

☆ ایک واقفِ نَو نے سوال کیا کہ ابھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم کی آیات ہر زمانہ کے لئے ہیں۔ پاکستان میں جو مولوی ہیں وہ پاکستان میں جماعتِ احمدیہ کو بحیثیت جماعت ختم کرنے کے لئے ہم پر ظلم کر رہے ہیں، ہمارے لوگوں کو اسیر بنا رہے ہیں، ہمارے لوگوں کو شہید کر رہے ہیں تو ان آیات کی روشنی میں ہمارے لئے کیا حکم ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمارے لئے تو بڑا واضح حکم ہے کہ جس ملک میں رہتے ہو وہاں فتنہ اور فساد پیدا نہیں کرنا۔ فتنہ کے بارہ میں قرآن کریم میں آتا ہے کہ اَلْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔ یعنی فتنہ قتل سے زیادہ بُری چیز ہے۔ اس لئے پاکستان میں ہماری حکومت نہیں ہے۔ ہم اُس ملک کے شہری ہیں اور اس ملک کے قانون کو ماننے والے ہیں۔ لیکن جہاں وہ قانون شریعت سے ٹکراتا ہے وہاں ہم اس قانون کو نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تم نماز پڑھو۔ تم کلمہ پڑھو۔ تم السلام علیکم کہو اور اگر تم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہو تو تم مسلمان ہو۔ لیکن پاکستان میں مذہب کے حوالہ سے جو قانون ہے وہ تو جنگل کا قانون ہے۔ اس لئے ہم صرف اس قانون کو نہیں مانتے۔ لیکن ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ ہم جنگ کریں۔ کیونکہ ہم نے اس ملک سے نہیں لڑنا۔ اس بارہ میں قرآن کریم کہتا ہے اگر تم ایسے ملک میں نہیں رہ سکتے اور تم پر ظلم ہو رہا ہے تو تم وہاں سے ہجرت کر جاؤ۔ اسی لئے تو آپ لوگ ہجرت کر کے یہاں آ گئے ہیں۔ وہاں ظلم برداشت نہیں کر سکتے تو یہاں آ گئے ہیں۔ لیکن بہت سارے لوگ ہیں جو ظلم برداشت کر سکتے ہیں اور وہ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو اگر آپ کا یہ سوال ہے کہ ہم ان کے ساتھ جنگ کر سکتے ہیں، تو اس کا جواب ہے کہ ہم جنگ نہیں کر سکتے کیونکہ وہاں ہماری حکومت نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی وقت احمدیوں کے پاس کوئی ملک ہوتا ہے اور وہاں احمدیوں کی حکومت ہوتی ہے اور اس پر کوئی دوسری حکومت حملہ کرتی ہے تو پھر اس جنگ کا جواب دے دیں گے۔

☆ ایک واقفِ نَو خادم نے سوال کرتے ہوئے کہا کہ غیر احمدی مسلمان سوال کرتے ہیں کہ احمدی اور دیگر مسلمانوں کا قرآن علیحدہ علیحدہ ہے۔ تو ہم اُن کو کیا جواب دیں کہ ہمارا قرآن صحیح ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ ہم تو یہ کہتے ہی نہیں کہ ہمارا قرآن علیحدہ ہے اور اُن کا قرآن علیحدہ ہے۔ اُن سے کہو کہ جو تمہارا قرآن ہے وہی ہم پڑھتے ہیں۔ یہاں پر پچاس فیصد ایسے ہیں جن کے پاس ترکی کا چھپا ہوا قرآن ہے یا بعض دیگر جگہوں کے چھپے ہوئے قرآن ہیں۔ پاکستان میں ایک 'تاج کمپنی' ہوتی تھی میں نے تو بچپن میں اسی کمپنی کا چھپا ہوا قرآن کریم پڑھا ہے۔ اس لئے ہم تو وہی قرآن پڑھتے ہیں جو دوسرے غیر احمدی پڑھتے ہیں۔ ہاں تفسیریں مختلف ہوتی ہیں اور مفسرین نے خود لکھا ہے کہ قرآن کریم کے کئی بطن ہیں۔ بلکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ جب تک کوئی مفسر قرآن کریم کی ایک آیت کی بیس یا بائیس تفسیریں نہیں کر لیتا اُس وقت تک وہ مفسر نہیں کہلا سکتا۔ تو ہر مفسر نے قرآن کریم کی اپنی تفسیر کی ہوئی ہے۔ بعض پرانے مفسرین اور علماء اور بزرگان نے جو قرآن کریم کی تفسیریں کی ہوئی ہیں اُن میں سے بعض کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے quote کیا ہے کہ دیکھو میں نے قرآن کریم کی یہ تفسیر کی ہے اور فُلاں مفسر نے بھی اس کی یہی تفسیر کی ہے۔ ابنِ عربی نے بھی یہ لکھا ہے یا فلاں فُلاں مفسر نے یہ لکھا ہے۔ تو ہمارا قرآن تو ان کے قرآن سے مختلف ہے ہی نہیں۔ کون کہتا ہے کہ مختلف ہے؟ آپ اس بات پر کیوں بحث کرتے ہیں کہ قرآن مختلف ہے؟ اُن سے کہو کہ جو تمہارا قرآن ہے وہ لاؤ، میں وہ پڑھتا ہوں اور جو قرآن کریم میں پڑھتا ہوں وہ تم لے جاؤ اور مجھے بتاؤ کہ کس لفظ میں ہمارے اور تمہارے قرآن میں اختلاف ہے؟ ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے۔ ایک لفظ کیا ایک حرف بھی یا ایک نقطہ بھی ہمارے قرآن کریم کا دوسرے قرآن کریم سے مختلف نہیں ہے۔ قرآن کریم کے بارہ میں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ 'میں نے اس کی حفاظت کرنی ہے۔' اور قرآن کریم چودہ سو سال سے محفوظ ہے۔ ہمارے ہاں قرآن کریم کے حافظ ہیں وہ پاکستان میں بھی بعض اوقات جب قرأت کا مقابلہ ہوتا ہے تو وہاں جا کر تلاوت کے مقابلہ میں حصہ لیتے ہیں اور انعام لے کر آتے ہیں۔ تو وہ وہی قرآن پڑھ کر انعام لے کر آتے ہیں۔ ورنہ وہ اعتراض نہ کر دیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اس بحث میں جانے کی ضرورت ہی نہیں کہ تمہارا قرآن اور ہے اور ہمارا اور ہے۔ بلکہ انہیں کہو ہم تمہارے والا قرآن ہی پڑھتے ہیں۔ اپنے پاس قرآن کریم رکھنا چاہئے اور ان سے کہو کہ قرآن کریم لاؤ اور موازنہ کر لو۔ صرف زبانی دلیل سے کچھ نہیں ہوتا۔ فوری طور پر عمل کر کے دکھانا چاہئے۔ back-foot پر جا کر نہ کھیلا کریں بلکہ ٹھوس دلیل دیا کریں۔

☆ اس کے بعد ایک واقفِ نَو نے سوال کیا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ خطبہ میں نماز کی اہمیت کے حوالہ سے فرمایا کہ نماز باجماعت ادا کی جائے۔ اگر نماز سنٹر دور ہے یا ہم اکیلے ہیں یا کام کی وجہ سے نماز باجماعت ادا نہیں کر سکتے تو اس صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اگر اکیلے ہیں اور ساتھ کوئی نہیں ہے تو پھر تو مجبوری ہے۔ میں نے بھی یہی کہا تھا کہ مجبوری ہے تو اور بات ہے ورنہ زیادہ سے زیادہ کوشش کریں کہ نمازیں باجماعت ادا کریں۔ حدیث میں تو آیا ہے کہ اگر تم صحرا میں جا رہے ہو اور نماز کا وقت ہو گیا ہے تو تم وہاں آذان دے دو حالانکہ تمہیں وہاں کوئی نظر نہیں آ رہا۔ دور دور تک صرف کھلا میدان نظر آ رہا ہے۔ تو تم اذان دے دو۔ شاید ہو سکتا ہے کہ کوئی بھولا بسرا مسافر کہیں کسی ٹیلے کے پیچھے بیٹھا ہو اور وہ تمہاری اذان کی آواز سن کر آ جائے اور تمہارے ساتھ نماز پڑھ لے۔ لیکن یہاں اگر تم اذانیں دو گے تو تمہیں مشکل پیدا ہو جائے گی اس لئے اپنی نماز پڑھ لو۔ لیکن کوشش یہ کرو کہ باجماعت نمازیں پڑھنی ہیں۔ کسی چیز کو بہانہ نہ بناؤ۔ اور جب گھر میں ہو تو اپنے بہن بھائیوں، بیوی بچوں کے ساتھ اکٹھے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

☆ اسی واقفِ نو خادم نے عرض کیا کہ حدیث میں آیا ہے کہ تین جمعے نہ پڑھنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ کوشش کریں کہ آپ ایک دو جمعوں کے بعد ایک جمعہ ضرور پڑھیں۔ بعض دفعہ اپنے کام کی جگہوں پر کہہ سکتے ہیں کہ مجھے اتنے وقت کی چھٹی دے دو۔ تو اکثر employers اور مالک چھٹی دے بھی دیتے ہیں۔ لیکن جہاں مجبوری ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی بہت وسیع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ایک اصولی بات بتائی ہے۔ اگر حقیقی مجبوری ہے تو انسان اس سے exempt ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پھر معاف کر دیتا ہے۔ لیکن ایسی باتوں کو بہانہ نہیں بنانا چاہئے۔

☆ ایک واقفِ نَو خادم نے عرض کیا کہ میرا سوال organ donation کے بارہ میں ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ Organs کی ڈونیشن ہو سکتی ہے۔ مرنے کے بعد لوگ آنکھوں کا عطیہ دیتے ہیں، گردے دیتے ہیں بلکہ بعض زندگی میں ہی گردے دیتے ہیں یا بعض اور چیزیں دے دیتے ہیں۔ جو چیز انسانیت کے فائدے کیلئے ہو سکتی ہے اور جو قربانی دینے کیلئے تیار ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس پر اس خادم نے عرض کیا کہ اس پر بعض اعتراض کرتے ہیں کہ وفات کے بعد برین dead ہوتا ہے لیکن organs تو زندہ ہوتے ہیں۔ اس لئے اس سے روح کو تکلیف ہو سکتی ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ سوال ہے کہ جب اپنی زندگی میں کوئی گردہ نکال کر دیتا ہے۔ کئی لوگ اپنے گردے اپنے رشتے داروں کو دے دیتے ہیں۔ یا غریب ملکوں میں بعض غریب بیچارے اپنے گردے بیچ دیتے ہیں۔ انڈیا، پاکستان میں لوگ اپنے گردے بیچ دیتے ہیں۔ تو ایسے لوگ اپنی زندگی میں ہی دے رہے ہوتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے اعضاء کام تو تب ہی آئیں گے جب اُن کا فائدہ ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ یہاں روح کا تو سوال ہی نہیں ہے۔ مرنے کے بعد روح کا جسم سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ جب ڈاکٹر نے حقیقت میں ڈکلیئر کر دیا کہ انسان مر گیا ہے تو اس کے کچھ عرصہ کے بعد تک بعض چیزیں فنکشن کرتی رہتی ہیں۔ اس عرصہ کے دوران اگر آنکھ نکال لی یا کوئی اور ایسا organ نکال لیا جو دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہے تو پہنچا دو۔ ultimately تو ساری چیزوں نے مر ہی جانا ہے۔ دماغ اگر dead ہو گیا تو کچھ دیر بعد دوسرے organs نے بھی ختم ہو جانا ہے۔ تو کیوں نہ ان organs کو ختم ہونے سے پہلے کسی انسان کی جان بچانے کیلئے استعمال کر لیا جائے؟ تو جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں غلط کرتے ہیں۔

☆ ایک واقفِ نَو خادم نے عرض کیا کہ میری ایک واقفہ نَو بیٹی بھی ہے۔ باپ کی حیثیت سے ہمیں اپنے واقفینِ نَو بچوں کا کس لحاظ سے خیال رکھنا چاہئے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ سب سے پہلے تو خود نمازیں پڑھیں اور دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی بھی اصلاح کرے اور حقیقی وقفِ نَو بنائے اور بچوں کی بھی صحیح تربیت کرنے والا بنائے تا کہ آپ ان کو ملک و قوم کے لئے اور جماعت کے لئے ایک اچھا asset بنا سکیں۔

☆ ایک واقفِ نَو نے عرض کیا کہ صوفیوں کا قول ہے کہ مومن ایک پرندے کی طرح ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ مومن اس دنیا میں تو ہوتا ہے لیکن اس دنیا کا نہیں ہوتا۔ میرا سوال یہ ہے کہ ہمیں کس طرح پتہ لگ سکتا ہے کہ ہم دنیا کی طرف زیادہ جا رہے ہیں اور روحانیت سے دور جا رہے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ آپ کو اتنی موٹی بات بھی پتہ نہیں لگتی؟ اگر آپ کو فکر کے ساتھ پانچ وقت باجماعت یا وقت پر نمازیں ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا نہیں ہوتی، اگر آپ کو فکر کے ساتھ نفل پڑھنے کی طرف توجہ پیدا نہیں ہوتی، اگر فکر کے ساتھ بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں ہوتی، اگر ہر وقت ذہن میں یہ خیال نہیں رہتا کہ اللہ تعالیٰ مجھے

دیکھ رہا ہے اور میں کوئی غلط کام نہ کروں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ اللہ کی طرف کم جارہے ہیں اور دنیا کی طرف زیادہ جارہے ہیں۔ یہ تو آپ خود اپنے جائزے لیں۔ آپ نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ایک عہد کیا ہے۔ صوفیوں کی بات تو بعد کی ہے، دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جو عہد ہے اس کو دیکھیں اور خود جائزہ لیں کہ آیا آپ اس پر پورا اتر رہے ہیں؟ آیا آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کررہے ہیں؟ کیا آپ کے روزمرہ کے جو عمل ہیں وہ اُس تعلیم کے مطابق ہیں جو اللہ اور اس کے رسول نے دی ہے؟ یہ تو انسان خود جائزہ لے سکتا ہے۔ معیار تو قرآن کریم نے مقرر کردیا ہے اور معیار تو آپ کے سامنے ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

یہ کوئی حساب کا سوال نہیں ہے۔ ایک جمع ایک دو ہی ہوگا۔ یہاں کے لوگوں کو عادت پڑ گئی ہے ہم اس طرح کا سوال کریں گے تو اس طرح کا جواب مل جائے گا۔ بعض سوالوں کے جواب اس طرح نہیں ہوتے۔ روحانیت کا معاملہ علیحدہ ہے۔ روحانیت کے لئے پہلی بات اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے۔ اس بات کا جائزہ لیں کہ وہ تعلق ہے؟ میں تو آپ کی روحانیت کو جج نہیں کرسکتا۔ یہ تو آپ خود کرسکتے ہیں۔

☆ **اسی خادم نے عرض کیا کہ یہ دنیا ایک illusion ہے۔ ہم بعض اوقات بہت چھوٹی چیزوں کو بہت بڑی بنالیتے ہیں۔ حالانکہ اصل زندگی تو بعد میں آنی ہے۔**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اس میں illusion والی کیا بات ہے؟ دنیا تو آپ کو سامنے نظر آرہی ہے۔ آپ چھوٹی چیزوں کو بہت بڑا اس لئے کردیتے ہیں کہ دنیا تو آپ کے سامنے ہے اور آپ کو نظر آرہی ہے جبکہ غیب کا علم آپ کو نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ پر جو یقین ہونا چاہئے وہ پورا نہیں ہے اسی لئے دنیا کی طرف رجحان ہے۔ یعنی جو چیز سامنے نظر آرہی ہے اسے سمجھتے ہیں کہ حقیقی ہے۔ اگر یہ خیال رہے کہ مرنے کے بعد کی جو زندگی ہے وہ ہمیشہ کی زندگی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ہم سے حساب لینا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمارے ہر فعل اور عمل کو دیکھ رہا ہے تو پھر انسان اس دنیا کی زندگی کو بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق گزارنے کی کوشش کرے گا۔ کیونکہ جو اس دنیا کی زندگی ہے اسی کا پھل اگلے جہان میں ملنا ہے۔ قرآن کریم نے جو دو جنتوں کا تصور دیا ہے وہ یہی ہے۔ اس دنیا کو بھی جنت بناؤ اور وہ اس طرح بنے گی کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرو اور اللہ کے جو حقوق ہیں وہ ادا کرو اور جو بندوں کے حق ہیں وہ ادا کرو۔ تو اگلے جہان میں اللہ تعالیٰ اس کا reward دے گا۔ تو یہ سب تصور کی بات ہے۔ آپ اس دنیا کو اس لئے بڑا سمجھتے ہیں کہ سامنے نظر آرہی ہے۔ ایک مثال بنی ہوئی ہے کہ ایک شخص نے کسی کے بارہ میں بات کی۔ جب اُس شخص کو پتہ چلا جس کے خلاف بات کی تھی تو اُس نے پوچھا کہ یہ بات کیوں کی ہے؟ وہ شخص کہنے لگا کہ جو بات تھی وہ میں نے سچ سچ بتادی ہے۔ میں نے اللہ کو جان دینی ہے میں کیوں غلط بیانی کروں۔ اس پر جس کے خلاف بات کی گئی تھی اس نے دوسرے کو پکڑ لیا اور اس پر مُکّا کس کے کہنے لگا اب بتاؤ یہ مُکّا نزدیک ہے یا اللہ نزدیک ہے؟ پنجابی میں کہتے ہیں 'گسھن نیڑے کہ اللہ نیڑے؟' تو جب گسھن (مکا) نیڑے ہوجائے تو اللہ تعالیٰ بھول جاتا ہے۔ یہی حال دنیا کا ہے۔

☆ **اس کے بعد ایک واقفِ نَو خادم نے عرض کیا کہ میرا سوال اُن واقفینِ نَو کے بارہ میں جو پاکستان سے یہاں آتے ہیں۔ اُن میں سے بعض نے جامعہ میں کچھ عرصہ تعلیم حاصل کی اور کسی وجہ سے تعلیم مکمل نہیں کرسکے۔ ان کے بارہ میں کیا ہدایت ہے؟ وہ کس طرح جماعت کیلئے مفید وجود بن سکتے ہیں؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اُن کے بارہ میں وہی ہدایت ہے جو ابھی حسنات صاحب نے یہاں پر تقریر کی ہے کہ وہ واقفینِ نو جو باقاعدہ جماعت کی ملازمت میں یا جماعت کے payroll پر نہیں ہیں وہ بھی اپنے آپ کو وقف سمجھیں اور خدمت کریں۔ یہاں تبلیغ کا میدان کُھلا ہے۔ تبلیغ کریں۔ اپنے حلقۂ تبلیغ کو وسیع کریں۔ ایک مرتبہ جا کر لیف لیٹ دے دینا یا صدر خدام الاحمدیہ یا سیکرٹری تبلیغ کی طرف سے رپورٹ کا آجانا کہ اتنے لاکھ لیف لیٹس تقسیم کئے صرف یہی تبلیغ نہیں ہے۔ میں کل یا پرسوں یہی سوچ رہا تھا کہ ہم لاکھوں میں تقسیم تو کردیتے ہیں لیکن دیکھنے کی بات یہ ہے کہ یہاں جرمنی میں جو تیس ہزار کی احمدیوں کی آبادی ہے اُس میں سے کتنے لوگ ہیں جو لیف لیٹس تقسیم کررہے ہیں؟ مثلاً یہاں جرمنی میں ساڑھے تین ہزار واقفینِ نو لڑکے ہیں۔ اگر ہر لڑکا تبلیغ کے میدان میں involve ہوجائے اور بروشرز کی تقسیم کے ساتھ ساتھ ذاتی رابطے اور تبلیغ ہوتی رہے تو بہت کام کرسکتے ہیں۔ یہ بڑا وسیع میدان ہے۔ نئے نئے طریقے explore کرنا اور نئے نئے راستے نکالنا یہ تو آپ لوگوں کا کام ہے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ صرف جماعت کے payroll پر آکر ہی خدمت ہوسکتی ہے تو جماعت تو اس وقت ہر ایک کو لے بھی نہیں سکتی۔ ویسے بھی اگر کسی نے پاکستان میں جامعہ میں تعلیم مکمل نہیں کی یا جامعہ چھوڑ دیا وہ کسی وجہ سے ہی چھوڑا ہوگا اور اس کے بعد یہاں آگئے تو کسی وجہ سے ہی آئے ہوں گے۔ اب یہاں آکر آپ کو آزادی ہے، آپ کے مالی حالات نسبتاً بہتر ہیں۔ پاکستان کی نسبت یہاں مذہبی آزادی سو فیصد زیادہ ہے اور مختلف قسم کی دوسری سہولتیں بھی ہیں تو ان سے فائدہ اُٹھائیں اور جماعت کے کام کریں۔

واقفین نو خدّام کی یہ کلاس ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہی۔

..........................(باقی آئندہ)

☆...☆...☆

بقیہ: روزے سے محبت از صفحہ نمبر 2

بتوفیقِ الٰہی بھرپور ہمت سے کرسکے مگر عام طور پر اس طرح کے مجاہدوں سے منع فرماتے۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

''آپؑ نے اوائل عمر میں گوشۂ تنہائی میں بہت بہت مجاہدات کئے ہیں اور ایک موقع پر متواتر چھ ماہ تک روزے منشائے الٰہی سے رکھے اور خوراک آپ کی صرف نصف روٹی یا کم روزہ افطار کرنے کے بعد ہوتی تھی۔ اور سحری بھی نہ کھاتے تھے اور گھر سے جو کھانا آتا وہ چھپا کر کسی مسکین کو دے دیا کرتے تا کہ گھر والوں کو معلوم نہ ہو۔ مگر اپنی جماعت کے لئے عام طور پر آپؑ نے ایسے مجاہدے پسند نہیں فرمائے''۔

(مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیلؓ صفحہ 544)

حضرت اُمّ المومنین نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جوانی کا ذکر فرمایا کرتے تھے کہ اس زمانے میں مجھے معلوم ہوا یا فرمایا اشارہ ہوا کہ اس راہ میں ترقی کرنے کے لئے روزے رکھنے بھی ضروری ہیں۔ فرماتے تھے پھر میں نے چھ ماہ لگاتار روزے رکھے اور گھر میں یا باہر کسی کو معلوم نہ تھا کہ میں روزہ رکھتا ہوں۔ صبح کا کھانا جب گھر سے آتا تو میں کسی حاجتمند کو دے دیتا تھا اور شام کا خود کھالیتا تھا۔...... آخر عمر میں بھی آپ روزے رکھا کرتے تھے خصوصاً شوال کے چھ روزے آپ التزام سے رکھتے تھے اور جب آپ کو کسی خاص مقصد سے دعا کرنی ہوتی تھی تو آپ روزہ رکھا کرتے تھے۔ ہاں مگر آخری دو تین سالوں میں بوجہ ضعف و کمزوری رمضان کے روزے بھی نہیں رکھ سکتے تھے''۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 14)

روزوں سے اللہ تبارک تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوئی۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے اس اثنا میں مَیں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جارہے ہیں اور یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان تک جاتے تھے یا میرے قلب سے۔ لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہوسکتا تھا اگر اُس وقت میں چاہتا تو چارسال تک روزہ رکھ سکتا تھا''۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 562)

''میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں''۔

(الحکم 24 فروری 1901ء صفحہ 14)

شعائر اسلام کی پابندی کرانے کے لئے آپؑ بہت مؤثر انداز میں تلقین فرماتے۔ ایک مسافر جو قریباً عصر کے وقت قادیان پہنچے تھے حضور اقدسؑ نے روزہ کھول دینے کا ارشاد فرمایا مگر ان کی ہچکچاہٹ دیکھ کر آپؑ نے فرمایا: ''آپ سینہ زوری سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سینہ زوری سے نہیں بلکہ فرمانبرداری سے راضی ہوتا ہے۔ جب اس نے فرمادیا ہے کہ مسافر روزہ نہ رکھے تو نہیں رکھنا چاہئے''۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 97)

آپؑ کی تحریروں میں قرآن و حدیث کی روشنی میں روزے کی اہمیت، تاکید، آداب، مسائل، اجر و ثواب کے بارے میں ہر جہت سے تعلیم موجود ہے۔

دعا ہے کہ ہم اس بابرکت عبادت کو اپنے محبوبوں کے انداز میں اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں۔ آمین

☆...☆...☆

آسمانی فیصلہ

اب فقیرانہ صدا کچھ اَور ہے
اس کا اندازِ دعا کچھ اَور ہے

ہے مزاجِ آسماں بگڑا ہوا
اس کی بدلی سی ادا کچھ اَور ہے

بحر و بر میں بھی ہے کوئی ارتعاش
موسموں کی بھی ہوا کچھ اَور ہے

پیش خیمہ ہے کسی طوفان کا
خامشی میں پل رہا کچھ اَور ہے

جو کہانی عام ہے وہ ہے نہیں
درحقیقت ماجرا کچھ اَور ہے

کچھ تو سوچو غور سے اے جاہلو!
جو صحیفوں میں لکھا کچھ اَور ہے

گھیر رکھا ہے درندوں نے تمہیں
عافیت کا سلسلہ کچھ اَور ہے

کیوں بھٹکتے پھر رہے ہو دشت میں
منزلوں کا راستہ کچھ اَور ہے

ہے ہمارا اِک خدائے لَمْ یَزَلْ
پر تمہارا معاملہ کچھ اَور ہے

تم زمیں والوں کی تدبیریں الگ
آسمانی فیصلہ کچھ اَور ہے

ان مریضانِ جہاں کے واسطے
اب مسیحائی دوا کچھ اَور ہے

ہم پہ سایۂ خدائے مہرباں
اُن پہ آسیبِ بلا کچھ اَور ہے

کیوں نہ ہو ہم پہ ظفؔر لطفِ خدا
اپنا اس سے واسطہ کچھ اَور ہے

(مبارک احمد ظفؔر)

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربی سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی و تربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

……………

بینن (مغربی افریقہ)

بینن کے ناتی ٹنگو ریجن کی ایک جماعت میں نومبائعین کے جلسہ کا کامیاب انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بینن کو ناتی ٹنگو ریجن کے ایک گاؤں بنام Douapori میں مورخہ 3 نومبر 2016ء بروز جمعرات جلسہ نو مبائعین منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

گاؤں کے لوگ 2015ء میں احمدیت میں داخل ہوئے اور اسی سال گاؤں کے احباب نے کوشش کر کے ایک کچی مسجد تعمیر کی۔

مکرم سکندر جلال صاحب مبلغ سلسلہ بینن کی محررہ رپورٹ کے مطابق 3 نومبر 2016ء کو مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بینن دو مبلغین مکرم شمر احمد صاحب اور مکرم بہزاد احمد صاحب کے ہمراہ اس گاؤں میں پہنچے۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم یوسف حسینی صاحب مربی سلسلہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد پر تقریر کی اور مختلف حوالہ جات سے ثابت کیا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی وہ امام مہدی ہیں جن کی خوشخبری آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امّت کو دی تھی۔ بعد ازاں مکرم اسماعیل صاحب معلّم سلسلہ نے انفاق فی سبیل اللہ پر تقریر کی اور احباب جماعت کو اس طرف توجہ دلائی کہ خدائی جماعتیں اسی وقت ترقی کرتی ہیں جب وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرتی ہیں۔

اس کے بعد جلسہ میں شامل احباب نے اپنے تأثرات کا اظہار فرمایا۔

❀… سب نے جماعت کے کاموں کو سراہا اور بتایا کہ جماعت احمدیہ نہ صرف اس گاؤں میں آئی بلکہ گرد و نواح کے دوسرے گاؤں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں داخل ہو چکے ہیں۔ ایک صاحب نے کہا کہ احمدیت قبول کرنے کی بدولت ان میں ایک نمایاں تبدیلی رونما ہوئی ہے اور یہ ساری تبدیلی جماعت کو قبول کرنے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔

اس کے بعد مکرم شمر احمد صاحب اور مکرم بہزاد احمد صاحب مبلغین سلسلہ نے تقاریر کیں۔ جن میں انہوں نے مساجد کی اہمیت اور نظامِ خلافت پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ اگر ہم امن چاہتے ہیں تو ہم سب کو خلافت کے جھنڈے تلے آ کر خدائی رسّی کو مضبوطی سے تھام کر خلافت کے سائے کے نیچے چل کر چلنا ہوگا، اسی میں ہماری نجات ہے۔

آخر پر مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت و مشنری انچارج بینن نے تقریر کی جس میں انہوں نے احباب جماعت کو ہمیشہ جماعت سے وابستہ رہنے اور ثابت قدم رہنے کی تلقین کی۔ آپ نے احباب جماعت کو بتایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد بھی کچی مسجد تھی جس کی چھت سے بارش ہونے پر پانی ٹپکتا تھا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ فرماتے تو ان کے ماتھے پر کیچڑ لگ جاتا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مسجد میں بے شمار دعائیں کیں جن کا پھل آج تک دنیا کھا رہی ہے۔ اس لئے ہمارا اصل مقصود دل حاصل کرنا ہے جس میں خدا کی یاد ہو۔ مکرم امیر صاحب نے احباب جماعت کو تلقین کی کہ وہ ایسے انسان بن جائیں جن کی وجہ سے مساجد آباد رہیں اور ان کی دعائیں قبول ہوں نیز آپ نے احباب جماعت کو مالی قربانی کی طرف توجہ دلائی تا کہ ان کی مالی قربانی سے اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ وہ ایک بڑی مسجد تعمیر کر سکیں۔

جلسہ کے بعد نمازِ ظہر ادا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ کی کل حاضری 175 تھی۔

……………

مالٹا (بحیرہ روم میں جزائر پر مشتمل ملک)

جماعت احمدیہ مالٹا کی سالانہ بک فیئر میں کامیاب شرکت

مقامی زبان میں اسلامی لٹریچر کی تقسیم اور جماعتی سٹال پر وزیر اعظم مالٹا کا وزٹ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ مالٹا کو مالٹا کی سالانہ نیشنل بک فیئر منعقدہ 9 تا 13 نومبر 2016ء میں شرکت کرنے اور جماعتی سٹال لگانے کی توفیق ملی۔

مکرم لئیق احمد عاطف صاحب مبلغ و صدر جماعت احمدیہ مالٹا کی مرسلہ رپورٹ کے مطابق سٹال پر عربی، انگریزی اور مالٹی زبان میں کتب اور قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ رکھا گیا تھا۔ مقامی مالٹی زبان میں دوران سال 21 نئی کتب و فولڈرز شائع کئے گئے جن میں بچوں کے لئے 11 کتب شامل ہیں۔ مالٹی زبان میں اب تک شائع ہونے والے لٹریچر کی کل تعداد 60 ہے۔ اور لوگوں کے لئے مالٹی زبان میں لٹریچر خصوصی دلچسپی اور توجہ کا باعث بن رہا ہے۔

ہزاروں کی تعداد میں لوگ اس بک فیئر کو وزٹ کرتے ہیں جن میں ملک کی نمایاں ادبی، علمی، سفارتی، مذہبی، سیاسی اور حکومتی شخصیات شامل ہوتی ہیں۔ امسال وزیر اعظم مالٹا مکرم ڈاکٹر جوزف مسکات صاحب اور اپوزیشن لیڈر مکرم ڈاکٹر سائمن بسوتیل صاحب نے بھی جماعتی سٹال کو

وزیر اعظم مالٹا مکرم ڈاکٹر جوزف مسکات صاحب جماعتی سٹال پر تشریف لائے

وزٹ کیا۔ انہیں جماعتی لٹریچر پیش کیا گیا۔ ان کے علاوہ موجودہ اور سابقہ وزراء اور ممبران پارلیمنٹ نے بھی جماعتی بک سٹال وزٹ کیا اور جماعتی لٹریچر حاصل کیا۔

لوگوں نے جماعتی لٹریچر میں خصوصی دلچسپی لی۔ اس موقع پر اُن کے سوالوں کے جوابات بھی دیئے گئے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ہزار سے زائد لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ قرآن کریم مع انگریزی ترجمہ بھی لوگوں کی دلچسپی کا باعث تھا اور 15 سے زائد قرآن کریم کے نسخے لوگوں نے حاصل کئے۔

بک فیئر کے حوالہ سے چند واقعات

☆ ایک عیسائی پادری جماعتی سٹال پر آئے اور بہت ساری کتب مطالعہ کے لئے حاصل کیں اور کہنے لگے آپ کا امن کا پیغام اور اس کے لئے آپ کی بھرپور کاوشیں قابل ستائش ہیں۔ آپ یقیناً عمدہ کام کر رہے ہیں اور میری خواہش ہے کہ ہم مل کر کام کریں تا کہ مشترکہ کوشش زیادہ مؤثر ہو سکیں۔

☆ مالٹا کے ایک سابق وزیر مکرم Louis Galea صاحب جماعتی سٹال پر تشریف لائے اور بڑی دیر تک اسلام احمدیت سے متعلق گفتگو کرتے رہے اور جماعتی لٹریچر مطالعہ کے لئے حاصل کیا۔ اگلے روز وہ دوبارہ جماعتی سٹال پر تشریف لائے اور کہنے لگے میں نے کل سے ہی جماعتی لٹریچر کا مطالعہ شروع کر دیا ہے اور مجھے یہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ جماعت قیامِ امن کے لئے دن رات کوشاں ہے۔

☆ ایک سکول ٹیچر جو کہ Ethics پڑھاتے ہیں وہ جماعتی سٹال پر آئے اور جماعتی لٹریچر حاصل کیا۔ کہنے لگے یہ کتب میرے لئے بہت مفید ہوں گی اور مجھے علم نہیں تھا کہ اسلام سے متعلق مالٹی زبان میں اتنا لٹریچر موجود ہے۔ میں یقیناً ان کتب سے فائدہ اٹھاؤں گا اور اپنے دوسرے دوستوں کو بھی ان سے متعلق بتاؤں گا تا کہ وہ بھی ان کتب سے استفادہ کر سکیں۔

☆ ایک سکول کا طالبعلم اور اس کے والدین جماعتی سٹال پر آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے بیٹے نے سکول میں اسلام سے متعلق ایک presentation دینی ہے مگر ہمیں معلوم نہیں کہ انٹرنیٹ پر کون سی معلومات مستند ہیں۔ اس لئے ہم آپ کے سٹال پر آئے ہیں تا کہ ہمیں مقامی زبان میں مستند معلومات مل سکیں۔ انہیں جماعتی لٹریچر پیش کیا گیا جس پر وہ بہت خوش ہوئے کہ اس سے ان کے علم میں اضافہ ہوگا اور presentation کی تیاری بھی ممکن ہو سکے گی۔

☆ یونیورسٹی میں میڈیکل کے ایک طالب علم جماعتی سٹال پر تشریف لائے اور مبلغ سلسلہ کو کہنے لگے کہ میں آپ کو ٹیلیویژن پر دیکھتا ہوں۔ آپ بہت اچھا کام کر رہے ہیں اور بڑے مؤثر انداز میں اسلامی تعلیمات کو پیش کرتے ہیں۔ لوگوں کے سوالات اور اعتراضات کے جن میں تلخ اور تکلیف دہ سوالات بھی ہوتے ہیں بڑی بشاشت اور حکمت سے جواب دیتے ہیں۔ کہنے لگے جب لوگ تلخ سوالات اور من گھڑت باتیں اور اعتراضات کرتے ہیں تو مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے اور میں آپ سے اس معاملہ پر معذرت خواہ ہوں۔ میں آپ کے اچھے انداز میں اسلام کی خوبصورت تعلیم پھیلانے پر بہت مشکور ہوں اور دعا گو ہوں کہ آپ کی کوششوں سے امن و سلامتی کا بول بالا ہو اور بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ ملے اور لوگ آپ کے ماٹو 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' پر عمل پیرا ہوں۔

……………

گیانا (جنوبی امریکہ)

یونیورسٹی آف گیانا میں قرآن کریم کی پہلی نمائش

(رپورٹ: مقصود احمد منصور نیشنل سیکرٹری تبلیغ و مبلغ سلسلہ)

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ گیانا کو یونیورسٹی آف گیانا میں پہلی مرتبہ قرآن کریم کی نمائش لگانے کی توفیق ملی۔ نمائش کی تیاری کے لئے کینیڈا سے خوبصورت بینرز بنوائے گئے۔ یونیورسٹی آف گیانا کی سابق طالبہ سسٹر فائزہ مصطفیٰ نے اس نمائش کے انعقاد کے لئے خصوصی مدد کی۔

27 فروری 2017ء کو صبح 11 بجے تا 4:30 شام سے نمائش جاری رہی۔ اس موقع پر مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں تقریباً 170 فلائرز تقسیم کئے گئے۔ نمائش کو دیکھنے والے لوگ جماعت احمدیہ کا تعارف حاصل کرتے ہے اور ان کے سوالوں کے جواب دیئے جاتے۔ پروفیسرز، طلباء اور طالبات نے نمائش کو بہت سراہا اور ان کے ساتھ اچھی گفتگو ہوئی۔ اس نمائش میں مشنری انچارج مکرم احسان اللہ مانگٹ صاحب اور مبلغ سلسلہ مکرم عبدالرحمٰن خان صاحب شامل تھے۔ کمپیوٹر سائنس کے ایک طالبعلم نمائش سے متاثر ہو کر اسی روز قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے کے لئے مشن ہاؤس پہنچے۔

☆…☆…☆

Morden Motor (UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing,
Tyres, Exhausts, Engines, GearBox,
Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

فضائلِ صیام و ماہ رمضان از رُوئے قرآن

(فرمودہ حضرت الحاج حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ)

حضرت الحاج حکیم مولانا نورالدین (خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ) نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک زندگی میں 19 اکتوبر 1906ء کو ایک خطبہ جمعہ میں ماہ رمضان کی فضیلت و برکات اور صیام رمضان سے متعلق مختلف مسائل کا ذکر فرمایا جو ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے۔ (مدیر)

تشہد اور تعوذ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے سورۃ البقرہ کی حسب ذیل آیت تلاوت فرمائی:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ۔ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

(سورۃ البقرہ آیت 186)

تلاوت کے بعد آپ نے اس کا ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا:

ماہ رمضان ایسا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے۔ درانحالیکہ تمام لوگوں کے لئے وہ بڑا ہدایت نامہ ہے اور روشن حجتیں ہیں۔ ہدایت اور حق و باطل میں تمیز کرنے والے دلائل ہیں۔ پس جو تم میں سے پاوے اس مہینہ کو تو اس کو چاہئے کہ اس میں روزے رکھے اور جو مریض یا مسافر ہو تو اَور دنوں میں گن کر روزے رکھ لے۔ خداتعالیٰ تمہارے لئے آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور دشواری کو نہیں چاہتا اور تا کہ تم پوری کرلو گنتی قضا شدہ روزوں کی اور تا کہ بڑائی بیان کرو اللہ کی اس پر کہ تم کو ہدایت کی اور تا کہ تم شکر کرو۔

واضح ہو کہ یہ آیت دوسرے پارہ کے رکوع میں واقع ہے اور تتمّہ ہے ان آیات کا جو اس سے پہلے فضیلتِ صیام میں بیان فرمائی گئی ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ۔ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ۔ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ۔ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

(سورۃ البقرہ آیات 184 تا 185)

احادیث میں فضائل روزہ رکھنے کے بہت کثرت سے مکتوب ہیں۔...... مَیں اس وقت بِحَوْلِهٖ وَ قُوَّتِهٖ تعالیٰ صرف قرآن مجید ہی سے کچھ فضائل صیام و ماہ رمضان کے بیان کروں گا۔ اِلَّا مَا شَاءَ اللہ۔ لیکن واسطے تفقّہ ان آیات کے اوّلاً چند امور کا بیان کردینا ضروری ہے۔ امید ہے کہ ان کو بتوجہ سنا جاوے گا۔

(1)...... اس آیت سے پہلی آیات میں اگر صیام سے مرادِ الٰہی رمضان شریف ہی کے روزے لئے جاویں تو تشبیہ بلفظ كَمَا بخوبی چسپاں نہیں ہوتی کیونکہ اُممِ سابقہ پر رمضان شریف کے روزے فرض نہیں ہوئے تھے بلکہ مختلف ایام کے روزوں کا رکھنا بغیر کسی خاص تعیّن کے ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کے الفاظ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ بھی اسی کی طرف ناظر ہیں۔ دیکھو کتاب خروج کا باب 34 اور کتاب دانیال کا باب دہم جس میں تین ہفتہ کے روزوں کا رکھنا حضرت دانیال سے ثابت ہوتا ہے اور کتاب سلاطین 8:19 چالیس دن کا روزہ رکھنا معلوم ہوتا ہے اور اعمال کے 9:2 سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی بھی یہ روزے اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ رکھا کرتے تھے۔ غرض کہ تعیّن ایک ماہ رمضان کا کتب بائبل سے روزوں کے لئے نہیں پائی جاتی۔ ہاں صرف اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ کے روزے بغیر تعیّن شہر رمضان کے معلوم ہوتے ہیں۔

اور اگر یہاں پر صرف ایک ادنیٰ امر میں ایجاب میں ہی حرف كَمَا تشبیہ کے لئے تسلیم کرلیا جاوے تو دوسرا امر یہ ہے کہ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ سے رمضان کے روزے رکھنے اور نہ رکھنے میں اختیار ثابت ہوگا۔ ہاں البتہ صرف ایک فضیلت ہی روزہ رکھنے کی ثابت ہوسکتی ہے۔ كَمَا قَالَ تَعَالٰى وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ۔

لیکن درصورتیکہ مراد كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ سے رمضان کے ہی روزے ہوویں تو یہ مخالف ہے آگے کی آیت کے، جو بصیغہ امر فَلْيَصُمْهُ وارد ہے اور نیز مخالف ہے وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ کے، کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ تم عدّتِ صیامِ شہر رمضان کا اکمال کرلو، نہ یہ کہ صیام اور فدیہ کے درمیان تم کو اختیار رہو۔

اور اگر يُطِيْقُوْنَهٗ کے پہلے لَا مقدر مانا جاوے جیسا کہ بعض مفسّرین نے لکھا ہے تو اس طرح سے محذوفات کے ماننے میں مخالف کو بڑی گنجائش مل جاوے گی کہ جس آیت کو اپنے خیال کے مطابق نہ پایا اس کو اپنے خیال کے مطابق کوئی کلمہ محذوفات کا مان کر بنالیا۔ ہاں البتہ اس امر کا انکار نہیں ہوسکتا کہ قرائن سے جملہ کلاموں میں اور نیز قرآن مجید میں اکثر محذوفات مان لئے جاتے ہیں اور اگر ہمزہ باب اِفعال کا سلب کے لئے کہا جاوے تو اَطَاقَ يُطِيْقُ کا محاورہ بمعنی عدم طاقت کے عرب عرباء سے ثابت کرنا ضروری ہوگا۔ مختار الصحاح میں تو لکھا ہے: وَالطَّوْقُ اَيْضًا اَلطَّاقَةُ وَاَطَاقَ الشَّيْءَ اَطَاقَةً وَهُوَ فِيْ طَوْقِهٖ اَيْ فِيْ وُسْعِهٖ۔ اور یہی محاورہ مشہورہ ہے۔ پس ہمزہ سلب کے لئے اس میں ماننا غیر مشہور ہے اور الفاظ قرآن مجید کے معانی حتی الوسع مشہور ہیں یعنی مناسب ہیں نہ غیر مشہور۔

اور اگر یہ سب کچھ تسلیم بھی کرلیا جاوے تو اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اس کے منافی ہے کیونکہ اس کا مفہوم صرف روزے رکھنے کی فضیلت ہے، نہ لزوم روزوں کا۔ حالانکہ رمضان کے روزے فرض و لازم ہیں نہ غیر لازم یا اختیاری۔ جیسا کہ فَلْيَصُمْهُ اور وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ سے ثابت ہوتا ہے۔

اور اگر يُطِيْقُوْنَهٗ کی ضمیر فدیہ کی طرف راجع کی جاوے تو بلاوجہ توجیہ کے اضمار قبل الذکر لازم آوے گا اور اگر پھر اضمار قبل الذکر بھی تسلیم کرلیا جاوے تو ضمیر مذکّر کی لفظ فدیہ کی طرف جو مؤنّث ہے راجع ہوگی۔ پھر اس میں تاویل در تاویل یہ کرنی پڑے گی کہ مراد فدیہ سے چونکہ طعام ہے اس لئے ضمیر مذکر لائی گئی اور یہ سب امور تکلّفات سے خالی نہیں ہیں۔

تیسرا امر یہ ہے کہ مریض اور مسافر کا حکم پہلے ایک مرتبہ بیان ہوچکا ہے۔ پھر آیت شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ کے آگے اس کا مکرّر لانا کس فائدہ کے لئے ہے؟ اگر کہا جاوے کہ واسطے تاکید کے تو اس پر کہا جاوے گا کہ یہاں پر مقصود تاکید کب ہے۔ کیونکہ اوّل تو ''بین الفدیۃ و الصیام'' اجازت دی گئی ہے اور ثانیاً وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ فرما کر صرف روزے کی فضیلت بیان فرمائی ہے نہ لزوم، جس کی تاکید کے لئے فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ دوبارہ فرمایا جاتا۔ اندریں صورت تکرار بے سُود لازم آتا ہے۔ اور اگر مکرّر ہی فرمانا تھا تو وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ کو بھی مکرّر لایا جاتا۔

خلاصہ یہ کہ ایک جگہ تو فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ کے آگے وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ بھی فرمایا گیا اور اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ بھی ارشاد ہوا۔ اور دوسری جگہ پر فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ کے آگے وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ ارشاد ہوا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ **ان آیات میں دو قسم کے روزے ہیں جن کا حکم علیحدہ علیحدہ ہے۔ یہ بیان تو اس صورت میں تھا کہ مراد اَلصِّيَامُ سے صیامِ رمضان ہی ہووے۔**

شق دوم: اور اگر پہلی آیات سے علاوہ رمضان کے دوسرے روزے مراد لئے جاویں مثلاً ایام بیض کے روزے یا سِتّہ شوال وغیرہ جن کی فضیلت بھی کتب معتبرہ احادیث میں لکھی ہوئی ہے اور علماء وفقہاء نے ان روزوں کی فضیلت میں یہاں تک لکھا ہے کہ جس نے رمضان اور سِتّہ شوال کے روزے رکھے اس نے گویا سال بھر کے روزے رکھ لئے اور اس کی وجہ یہ لکھتے ہیں کہ ہر ایک نیکی کا ثواب وہ اللہ، رحمٰن و رحیم دس گنا عطا فرماتا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (سورۃ الانعام آیت 211) یعنی جو شخص ایک نیکی بجالاوے گا تو اس کو اس نیکی کا دس گنا ثواب ملے گا۔ تو تیس روزوں کا ثواب تین سو روزوں کا ثواب ہوا اور چھ روزوں کا ثواب ساٹھ روزوں کا ثواب ہوا اور سال تمام کے قمری دن بھی تین سو ساٹھ ہی ہوتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس اگر ایام بِیض کے تین روزے دس ماہ کے لئے جاویں تو بھی تیس روزے ہوتے ہیں جس کے تین سو ہوئے اور پھر ستّہ شوال بھی لیا جاوے جس کے ساٹھ ہوئے تو بھی تین سو ساٹھ روزوں کا ثواب حاصل ہوگیا۔ اور صیام فرض رمضان کے اس پر علاوہ رہتے ہیں۔ اور صرف دس ماہ ہی کے ایام بیض اس واسطے لئے گئے کہ ایک ماہ رمضان کا علیحدہ رہا اور چونکہ ستّہ شوّال کا بھی لے لیا گیا ہے لہٰذا اس حساب میں شوال کے ایام بِیض بھی نہیں لئے گئے بلکہ صرف دس ماہ کے ایام بِیض لے لئے گئے ہیں۔

الحاصل اندریں صورت چونکہ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ (البقرۃ آیت 184) سے ان کی فرضیت مفہوم ہوتی ہے حالانکہ یہ روزے ایام بیض وغیرہ کے لازم نہیں ہیں۔ اس لئے اس شق کی صورت میں مفسرین اس آیت کو دوسری آیت فَلْيَصُمْهُ اور یا وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ سے منسوخ قرار دیتے ہیں۔ مگر ایک کلام کے سلسلہ میں ایسا ناسخ ومنسوخ ماننا عظمتِ شانِ کلام الٰہی کے بالکل منافی ہے۔ چہ جائیکہ بموجب مسلک ان مفسرین کے جو کسی آیت قرآنی کو منسوخ مانتے ہی نہیں۔ پھر ایک ایسے کلام کے سلسلہ میں جو متصل ہے ناسخ منسوخ کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

اب خلاصہ کلام یہ ہوا کہ کوئی ایسی توجیہ صرف نظم قرآن مجید سے ہی پیدا کرنی چاہئے جس سے نہ تو کوئی محذوف ماننا پڑے، نہ کسی قسم کا تخالف آیات مذکورہ کے مفہومات میں لازم آوے، اور نہ عدم فرضیت روزوں رمضان کے مفہوم ہووے کیونکہ عدم فرضیت صیام رمضان کی ادلّہ شرعیہ کے محض خلاف ہے۔ اگر کسی توجیہ سے یہ تکلّفات رفع ہوجاویں تو البتہ ثَلجِ صدران آیات کے تفقّہ میں حاصل ہوسکتا ہے۔ اب اس جلسہ خطبہ میں صرف ایک توجیہ بیان کی جاتی ہے۔........ اور وہ تطبیق یہ ہے کہ **اسلام میں دو قسم کے روزے ہیں جو کتاب وسنّت سے ثابت ہیں۔ ایک لازم اور دوسرے غیر لازم۔** چونکہ روزہ جو بہ نسبت دیگر عبادات کے ایک عمدہ عبادت ہے جس سے مومن متبع انوار الٰہی کو حاصل کرسکتا ہے اور مکالمات الٰہی کا تجلّی گاہ ہوسکتا ہے جیسا کہ کلام نبوت میں وارد ہوا ہے کہ اَلصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اُجْزٰى بِهٖ (بخاری کتاب الصوم) یعنی بصیغہ مجہول ترجمہ روزہ مومن کا خاص میرے ہی لئے ہوتا ہے کہ جس میں ریا وغیرہ کو کچھ دخل نہیں اور اس کی جزا مَیں خود ہو جاتا ہوں۔ یا اَنَا اَجْزِيْ بِهٖ بصیغہ معروف کہ مَیں بلاواسطت غیرے خود اس کی جزا دیتا ہوں وغیرہ وغیرہ من الاحادیث الصحیحہ۔ یہ احادیث اس امر پر صریح دال ہیں اور سرّ اس میں یہی ہے کہ انسان روزے میں فجر سے لے کر شام تک تینوں خواہشوں کھانے، پینے، جماع کرنے سے رُکا رہتا ہے اور پھر اس کے ساتھ اپنے آپ کو ذکر الٰہی، تلاوت، نماز، درود شریف کے پڑھنے میں مشغول رکھتا ہے تو پھر اس کی روح پر عالم غیب کے انوار کی تجلّی اور ملاء اعلیٰ تک اس کی رسائی کیونکر نہ ہوگی۔

اور یہ جو احادیث میں وارد ہوا ہے کہ رمضان شریف میں شیطان زنجیروں میں بند کئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ملہم غیبی آواز دیتا ہے کہ اے طالب نیکی کے! اس طرف کو آ۔ اور اے برائی کے کرنے والے! کوتاہی کر۔ یہ سب ایسی احادیث اسی امر لطیف کی طرف اشارہ کررہی ہیں۔ پس کوئی شبہ نہیں کہ **ظلماتِ جسمانیہ کے دُور کرنے کے لئے روزہ سے بہتر اور افضل کوئی عبادت نہیں اور انوار و مکالمات الٰہیہ کی تحصیل کے لئے روزہ سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں۔** اور حضرت موسیٰؑ نے جب کوہ طور پر تیس بلکہ چالیس روزے رکھے تب ہی اُن کو تورات ملی اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غار حرا کے اعتکاف میں روزوں کا رکھنا ثابت ہے جس کے برکات سے نزول قرآن کا شروع ہوا اور خود قرآن مجید بھی اسی طرف ناظر ہے کہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ۔ اور مسیح موعودؑ نے بھی چھ ماہ یا زیادہ مدّت تک روزے رکھے ہیں جن کی برکات سے ہزاروں الہامات کے وہ مورد ہورہے ہیں۔

بدیں وجوہ موجّہ قرآن اور اسلام نے جو جامع تمام صداقتوں اور معارف کا ہے دونوں قسم کے روزوں کو واسطے حاصل ہونے مزید تصفیہ قلب کے ثابت و برقرار

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
... ...از صفحہ نمبر 4

خدام الاحمدیہ کے ممبران اپنی عمر کے ایسے حصہ میں ہوتے ہیں جس میں وہ جسمانی طور پر سب سے زیادہ مضبوط ہوتے ہیں اور اپنی زندگی کے کسی بھی شعبہ میں ترقی کرنے اور آگے بڑھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی فرض عبادتوں کی ادائیگی میں کوئی مشکل نہیں ہونی چاہئے۔ اس لئے تمام خدام اور اطفال کو اپنی نمازوں میں باقاعدہ ہونا چاہئے اور جس حد تک ممکن ہو سکے نمازوں کو باجماعت ادا کرنا چاہئے۔ آپ میں سے ہر ایک نماز کے قیام کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا لے کیونکہ جنت کے دروازے خالص عبادت سے ہی کھولے جاتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پھر آگے سورۃ المؤمنون کی آیت 4 میں اللہ تعالیٰ حقیقی مومن کی ایک اور نشانی بیان فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ۔ اور وہ جو لغو سے اعراض کرنے والے ہیں۔ اس زمانہ میں گناہ اور بداخلاقی مختلف صورتیں اختیار کر کے ہر جگہ پھیل چکی ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ لوگ ٹولیاں بنا کر غیر تعمیری کاموں یا گپّوں میں وقت ضائع کرتے ہیں۔ افسوس کہ ہماری جماعت میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں غیر ضروری تبصرے کرنے کی بُری عادت ہے۔ اور بعض اوقات وہ اپنی ذاتی رنجشوں کی وجہ سے نظامِ جماعت کے خلاف بھی کھلے عام بات کر جاتے ہیں۔ یہ ایک مومن کی شان نہیں ہے۔ اس لئے ہمارے احمدی مَردوں اور لڑکوں کو ایسی جہالت اور بیکار کی باتوں سے گریز کرنا چاہئے اور اپنی ذات میں نیکی اور تقویٰ کا عملی نمونہ ہونا چاہئے۔ آپ لوگوں کے اجتماعات ایک دوسرے کو نیکی اور تقویٰ کی طرف مسابقت میں بڑھانے والے ہونے چاہئیں، نہ یہ کہ کوئی کسی دوسرے کی گمراہی کا باعث بنے۔ نَو جوان خدام اور بڑی عمر کے اطفال کو بھی اس بات کو یاد رکھنا چاہئے اور انہیں ہر وقت اچھے دوستوں اور اچھی صحبت میں رہنا چاہئے۔

اس کے علاوہ کئی اَور بُرائیاں اور گناہ ہیں جو آج کے معاشرے میں بداخلاقیاں پھیلانے کا باعث ہیں۔ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ روز بروز بڑھ رہی ہیں۔ مثلاً انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کا غلط استعمال عام ہوتا جا رہا ہے جس میں لڑکے اور لڑکیوں کی آن لائن آپس میں نامناسب chatting شامل ہے۔ اسی طرح انٹرنیٹ کے ذریعہ سے بے ہودہ اور بداخلاقیوں سے پُر فلمیں دیکھی جاتی ہیں جس میں pornography بھی شامل ہے۔ سگریٹ پینا اور شیشہ کا استعمال بھی پھیلنے والی برائیوں میں شامل ہے۔

اس کے علاوہ اس بات کو یاد رکھیں کہ بعض اوقات جائز چیزوں کا غلط استعمال بھی نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک شخص آدھی رات تک ٹی وی دیکھتا رہے یا انٹرنیٹ استعمال کرتے ہوئے جاگتا رہے اور اس کی فجر کی نماز ضائع ہو جائے۔ اگرچہ وہ اچھے پروگرام ہی کیوں نہ دیکھ رہا ہو اِس کے باوجود اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ نیکی اور تقویٰ سے دُور ہو رہا ہے۔ پس اس پہلو سے ایک جائز چیز بھی برائی میں شمار ہو گئی جو ایک حقیقی مسلمان کے معیار سے مطابقت نہیں رکھتی۔ پس بنیادی طور پر اگر کسی بھی کام یا چیز کے زہریلے یا نقصان دہ اثرات کسی کے ذہن پر پڑتے ہوں تو قرآن مجید کے مطابق وہ چیز یا کام لغو شمار ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

سورۃ المؤمنون آیت 6 میں اللہ تعالیٰ نے مومن کی ایک اَور خوبی کی نشاندہی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ لِفُرُوۡجِہِمۡ حٰفِظُوۡنَ۔ اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اپنی عفّت و حیا کو قائم رکھنا صرف ایک عورت ہی کا کام نہیں ہے بلکہ مردوں پر بھی فرض ہے۔ اپنی عفّت کی حفاظت کرنے کا صرف یہ مطلب نہیں کہ ایک شخص شادی شدہ زندگی سے باہر ناجائز جنسی تعلقات سے بچتا رہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اس کا یہ مطلب سکھایا ہے کہ ایک مومن ہمیشہ اپنی آنکھیں اور اپنے کان ہر اُس چیز سے پاک رکھے جو نامناسب ہے اور اخلاقی طور پر بُری ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے ایک چیز جو انتہائی بیہودہ ہے وہ pornography ہے۔ اسے دیکھنا اپنی آنکھوں اور کانوں کی عفّت اور پاکیزگی کو کھو دینے کے مترادف ہے۔ یہ بات بھی پاکبازی اور حیا سے متعلق اسلامی تعلیمات کے منافی ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کا آزادانہ طور پر آپس میں میل جول ہو اور ان میں باہم تعلقات اور نامناسب دوستیاں ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہم احمدی عورتوں کو کہتے ہیں کہ انہیں پردہ کرنا چاہئے۔ اور مَیں بھی احمدی عورتوں کو یہی کہتا ہوں کہ وہ پردہ کریں اور اپنی عفّت و پاکیزگی کی حفاظت کریں۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم دینے سے پہلے مومن مردوں کو حکم دیا ہے کہ وہ غضِ بصر سے کام لیتے ہوئے اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنے دل و دماغ کو ناپاک خیالات اور برے ارادوں سے پاک رکھیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر سورۃ النور آیت 31 میں فرمایا ہے کہ قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ وَ یَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ ؕ ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَہُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ۔ مومنوں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ بات ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے۔ یقیناً اللہ، جو وہ کرتے ہیں، اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

جبکہ مَردوں کو ظاہری طور پر اس طرح پردہ کا حکم نہیں ہے جس طرح عورتوں کو ہے قرآن مجید واضح طور پر اس بات کا حکم دیتا ہے کہ مرد اپنی آنکھیں پاکیزہ رکھیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ عورتوں کی طرف شہوت کی نگاہ سے نہ دیکھیں اور اپنے دماغوں کو صاف رکھیں اور ہر ایسی بات سے دُور رکھیں جن سے انسان برائی کی طرف مائل ہو سکتا ہے۔

یہ وہ پردہ ہے جس کا مَردوں کو حکم ہے اور جس سے معاشرہ برائی، بے حیائی اور خطرات سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اسلام کی بیان فرمودہ کوئی بھی تعلیم سطحی اور بغیر حکمت کے نہیں۔ بلکہ اسلام کا ہر اصول انتہائی پُر حکمت اور مضبوط بنیادوں پر مشتمل ہے۔ چنانچہ مردوں کے غضِّ بصر سے کام لینے کے حکم سے اسلام ہمیں دراصل اپنے نفس پر قابو رکھنا سکھاتا ہے۔ کیونکہ عموماً نظر سے ہی مردوں کے جذبات اور خواہشات ابھرتے ہیں۔ معاشرہ کو نامناسب باتوں اور برائیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے اسلام نے مردوں اور عورتوں دونوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی نظروں کو مخالف جنس کے سامنے جھکا کر رکھیں، یا ہر ایسی چیز سے اپنی نظروں کو بچا کر رکھیں جن سے ناجائز طور پر شہوانی خیالات پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ یاد رکھیں! پاکبازی ایک خادم کا لازمی اخلاقی وصف ہے اس لئے آپ کو ہر ایسی چیز سے دُور رہنا ہے جو اسلام کی حیا سے متعلق تعلیمات کے منافی ہے۔ اگر آپ اس کام میں کامیاب ہو جائیں تو آپ حقیقت میں روحانی ترقیات حاصل کر سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دو اَور گناہ جو آج کل پھیلے ہوئے ہیں وہ شراب نوشی اور جوأ کھیلنا ہے۔ یہاں مغرب میں ان دونوں کو عام سمجھا جاتا ہے لیکن قرآن کریم نے واضح طور پر اس کی ممانعت کی ہے کیونکہ دونوں برائیوں کے انتہائی گہرے اور دور رس منفی اثرات ہیں۔ قرآن کریم کی سورۃ البقرۃ آیت 220 میں اللہ تعالیٰ نے دونوں گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡخَمۡرِ وَ الۡمَیۡسِرِ ؕ قُلۡ فِیۡہِمَاۤ اِثۡمٌ کَبِیۡرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَ اِثۡمُہُمَاۤ اَکۡبَرُ مِنۡ نَّفۡعِہِمَا۔ وہ تجھ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ تُو کہہ دے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ (بھی) ہے اور لوگوں کے لئے فوائد بھی۔ اور دونوں کا گناہ (کا پہلو) ان کے فائدے سے بڑھ کر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں شراب اور جوئے کے تعلق میں جو عربی لفظ استعمال کیا ہے وہ ''اِثۡمٌ'' ہے۔ اِثۡمٌ ایسی چیز ہوتی ہے جو نیکیوں اور اچھائیوں کے راستہ میں رکاوٹ ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوئے سے منع کیا ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں انسان کو اچھائیوں سے دُور لے جاتی ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا تھا کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو یہ حکم دیتا کہ وہ نیکی اور تقویٰ اختیار کریں اور دوسری طرف انہیں یہ اجازت بھی دے دیتا کہ وہ آزادانہ طور پر اُن چیزوں کا استعمال کریں جو انہیں مخالف سمت کی طرف لے جاتی ہوں۔

جہاں تک شراب کا تعلق ہے اسے حقیقی فائدہ کے لئے استعمال کرنا جائز ہے جیسا کہ خاص دوائیوں میں اس کا محدود مقدار میں استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن اس سے ہٹ کر اسلام میں شراب نوشی کلیۃً منع ہے کیونکہ اس کے نتیجہ میں انسان عمدہ اخلاق، نیکی اور زُہد سے دُور چلا جاتا ہے۔ مثلاً انسان کے خیالات شراب کے اثر میں آ کر اس قابل نہیں ہوتے کہ وہ نمازیں ادا کر سکے یا اس کی روحانیت میں ترقی ہو۔ اسی وجہ سے جب شراب کی ممانعت سے متعلق حکم نازل ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے اپنے اصحاب کو شراب پینے سے منع فرمایا۔ آپ میں سے اکثر لوگوں نے اس حوالہ سے صحابہ کی مثالی اطاعت کے نمونے قائم کرنے کے بارہ میں سُنا ہی ہوگا کہ وہ لوگ جو پہلے شراب پیتے تھے انہوں نے حکم سنتے ہی بلا توقّف، بغیر کسی ہچکچاہٹ کے فوراً اپنے شرابوں سے بھرے مٹکے اور برتن توڑ ڈالے۔

مَیں نے شراب نوشی کے نتیجہ میں روحانیت میں کمی اور اس کے بداثرات کی بات کی ہے۔ آج ڈاکٹرز اور سائنسدان بھی کھلے طور پر اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ شراب نوشی سے جسم پر انتہائی بداثرات پڑتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جب انسان شراب پیتا ہے تو دماغ کے کئی ہزار cells تباہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح شراب نوشی سے جگر پر ہونے والے گہرے بداثرات سے کون واقف نہیں۔

جوأ کھیلنا اس لئے منع ہے کیونکہ اس سے انسان کی حلال کمائی اور اُس کا مال لاپرواہی سے ضائع ہوتا ہے۔ کسی کی کمائی سے جوأ کھیلنا خواہ وہ casinos میں ہو یا کسی اور ذریعہ سے ہو مثلاً جوأ کھیلنے والی مشینوں پر، یا سروس سٹیشنز میں، دکانوں میں یا شرطیں لگا کر کارڈز کھیلنا ایک ایسا کام ہے جو حلال اور جائز کمائی کو ناجائز اور ناپاک بنا دیتی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا یہ نیکی کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ سورۃ المائدۃ آیت 91 میں فرماتا ہے کہ: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّمَا الۡخَمۡرُ وَ الۡمَیۡسِرُ وَ الۡاَنۡصَابُ وَ الۡاَزۡلَامُ رِجۡسٌ مِّنۡ عَمَلِ الشَّیۡطٰنِ فَاجۡتَنِبُوۡہُ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! یقینا مدہوش کرنے والی چیز اور جوأ اور بُت (پرستی) اور تیروں سے قسمت آزمائی یہ سب ناپاک شیطانی عمل ہیں۔ پس ان سے پوری طرح بچو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

پس ہر احمدی مرد، عورت اور بچے کو ان چیزوں سے دور رہنے کو یقینی بنانا ہے۔ جوأ کھیل کر ناجائز اور آسان طور پر پیسے کمانے کی بجائے آپ کو جائز طریق پر ایمانداری کے ساتھ کمائی کرنی چاہئے۔ یاد رکھیں کہ ایک سچا اور حقیقی خادم وہ ہے جو ایمانداری اور پُر وقار انداز میں ہر وقت محنت سے کام کرتا ہے۔ اگر آپ واقعی اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو آپ کو لازماً ہر وہ چیز چھوڑنی پڑے گی جس سے قرآن کریم ہمیں منع فرماتا ہے اور جن چیزوں سے ہمیں خبردار کرتا ہے۔ قرآنی احکامات کی اطاعت سے انسان بہت وسیع انعامات کا وارث بنتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خُود فرمایا ہے کہ جو ناجائز چیزوں کو چھوڑ دیتے ہیں وہ حقیقی فلاح پاتے ہیں۔ فلاح کے معانی کامیابی، ترقی، خوشی اور ذہنی سکون کے ہیں۔ طبعی طور پر ہر انسان ذہنی سکون حاصل کرنا اور ہر قسم کی بے چینیوں اور پریشانیوں سے دُور رہنا چاہتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم عطا کر کے ہم پر بہت احسان کیا ہے تا کہ ہمیں معلوم ہو کہ ہم کس طرح حقیقی خوشی اور ترقی حاصل کر سکتے ہیں۔

مَیں نے بنیادی طور پر اُن معاملات کی طرف توجہ دلائی ہے جو آج معاشرے اور نَو جوان نسل پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ قرآن کریم میں کئی اَور احکامات ہیں اور ہمیں ہر ایک حکم کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے اور ان کو ماننے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہمیں ہر گناہ سے بچنا چاہئے کیونکہ نہ صرف یہ مومن کی شان کے خلاف ہیں بلکہ ہمیں اللہ تعالیٰ اور اُس کی عبادت سے دُور لے جاتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اب مَیں کچھ اَور باتیں بیان کروں گا جو تمام خدام کو ذہن نشین رکھنی چاہئیں تا کہ وہ ہمیشہ اُن لوگوں میں شمار کئے جائیں جو مسلسل آگے بڑھتے ہیں اور ترقی کرتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مجلس خدام الاحمدیہ اور دیگر ذیلی تنظیموں کا قیام اس ارادہ سے فرمایا تھا کہ ہماری جماعت کی ہر سطح پر ایک ایسا نظام وضع کیا جائے جس سے ہر احمدی مرد، عورت اور بچے کی اخلاقی تربیت اور اس کے لئے بہتری کے سامان ہوں۔ خاص طور پر عہدیداران کو یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر اور آپؓ کی خواہش یہ تھی کہ ہر ذیلی تنظیم میں لوگوں کے لئے قابلِ تقلید نمونہ رکھنے والے احمدی ہوں جو اپنے ساتھیوں کی تربیت اسلام کی حقیقی تعلیمات کے مطابق کریں جن میں سے چند کا ابھی مَیں نے ذکر کیا ہے۔ اس لئے ہمارے عہدیداروں پر ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور اُن کا یہ کام ہے کہ وہ اپنے اِرد گرد کے لوگوں کا خیال رکھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک بات کی طرف مَیں خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہر عہدیدار خواہ اس کی عمر کم ہو یا زیادہ اُس کا عہدہ چھوٹا ہو یا

بڑا اسے اپنے اندر حقیقی عاجزی کی روح پیدا کرنی چاہئے۔

پس چاہے آپ ایک مقامی قائد ہیں، مہتمم ہیں، نیشنل صدر ہیں یا کسی اور سطح کے عہدیدار ہیں آپ کو ہر لمحہ عاجزی و انکساری سے گزارنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الفرقان آیت 64 میں فرماتا ہے کہ اُس کے حقیقی خادم کی ایک خاص نشانی یہ ہے کہ وہ زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتا ہے اور وہ تکبر اور فخر کا کوئی گمان بھی نہیں رکھتا۔ اگر کوئی اُن حقیقی خادموں سے جھگڑنا چاہتا ہے یا انہیں کسی تنازعہ یا بحث مباحثہ کی طرف انگیخت کرتا ہے تو وہ اس کا جواب سلام کی صورت میں پُرامن طریقہ پر دعا کے ساتھ دیتے ہیں۔ لڑائی جھگڑے اور مشتعل ہونے کی بجائے اُن کا ردّعمل پُرامن ہوتا ہے اور وہ عاجزی کے ساتھ ایسے معاملات کو طے کرتے ہیں۔ پس ہر خادم اور بڑی عمر کے اطفال کو یہ اصول یاد رکھنا چاہئے اور اس عظیم وصف کو اپنانا چاہئے۔

کسی احمدی کو کبھی بھی اپنی بڑائی بیان کرنے والا یا متکبر نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی اُسے جھگڑالو اور غصیلا ہونا چاہئے۔ ہر احمدی کا ہی یہ فرض ہے کہ وہ عاجزی، خوش اخلاقی اور نرمی سے کام لینے والا ہو تو عہدیداران کی اس لحاظ سے دہری ذمہ داری بن جاتی ہے۔ خدام الاحمدیہ کے عہدیداروں کو ایسے معیاروں پر قائم ہونا چاہئے کہ اگر انہیں انگیخت بھی کیا جائے، یا کوئی اُن سے جھگڑنا بھی چاہے تو ان کو چاہئے کہ وہ وقار کے ساتھ سلام کہتے ہوئے اس جگہ سے چلے آئیں۔ اگر خدام الاحمدیہ کے عہدیدار یہ رویّہ اپنا لیں تو مستقبل میں ہمارے مرکزی جماعتی عہدیدار بھی عاجز اور نرم دل ہو جائیں گے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے ممبر ہونے کی حیثیت سے آپ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ آپ ہمارے روحانی لشکر کی دوسری صف میں شامل ہیں۔ اور ایک روز آپ کو پہلی صفوں میں آنا ہے۔ آپ وہ لوگ ہیں جنہیں ایک دن ہماری جماعت کی بڑی بڑی ذمہ داریوں کا بیڑا اٹھانا پڑے گا۔ اور آپ کو اس کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ آپ کے واحد ہتھیار آپ کی عاجزی وانکساری اور دعائیں ہوں گی۔ مزید یہ کہ آپ کبھی بھی جماعت کی خدمت کو معمولی بات نہ سمجھیں۔ بلکہ ہمیشہ جماعت کی خدمت کو ایک عظیم سعادت اور فضلِ الٰہی سمجھیں۔ اور اس بات کو مدّنظر رکھیں کہ یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ دوسروں کے لئے بہترین نمونہ قائم کریں۔ خدام الاحمدیہ کی ہر سطح کے ہر عہدیدار کو ایک روشن رہنما کی طرح ہو جانا چاہئے جو اپنے ماحول کو روشن کر دیتا ہے۔ اس طرح ہر مجلس میں ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو ہمیشہ جماعت کی خدمت کے لئے مستعد رہیں گے اور اس کے لئے اپنے وقت، مال اور عزت کی قربانی کے لئے ہر دم تیار رہیں گے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ جماعتی خدمت کا موقع ملنا خواہ کسی بھی صورت میں ہو ایک عظیم سعادت اور برکت کا باعث ہے۔ ہر عہدیدار کو اپنی ذمہ داریاں محنت، لگن اور دیانتداری کے ساتھ ادا کرنی چاہئیں اور کوشش کرنی چاہئے کہ خدام کا ایک دوسرے کے ساتھ باہمی بھائی چارہ کا تعلق مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے۔ ہر قائد یا ناظم کا اپنی قیادت یا رِیجن (region) کے خدام اور اطفال سے براہ راست تعلق ہونا چاہئے اور اُن کی مدد اور رہنمائی کے لئے میسر رہنا چاہئے اور انہیں جماعت کے قریب لانا چاہئے۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ خدام کی ایک بہت بڑی تعداد یعنی ایک جائزے کے مطابق لگ بھگ 40 فیصد ایسے خدام ہیں جن کا یہ خیال ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ کے اکثر عہدیداروں کے نمونے عمدہ نہیں۔ عین ممکن ہے کہ وہ اپنے مقامی قائد یا ناظمین کے حوالہ سے بات کر رہے ہوں یا نیشنل عاملہ اور جماعت کے عہدیداروں کی بات کر رہے ہوں بہرصورت وہ یا تو لوکل سطح کی بات کر رہے ہیں یا پھر نیشنل سطح کی۔ بہرحال حقیقت جو بھی ہے، نیشنل عاملہ سے لے کر مقامی عاملہ تک ہر عہدیدار کو اور ہر سطح کے main جماعتی عہدیداران کو بھی دوسروں کے لئے بہترین اور قابلِ تقلید نمونہ بننا چاہئے۔ 'main جماعتی عہدیداران' سے مراد امیر جماعت اور مقامی صدران اور ان کی عاملہ ہے۔

خدام سے لئے جانے والے جس سروے کا ابھی میں نے ذکر کیا ہے مَیں نہیں جانتا کہ وہ اپنے لوکل عہدیداران کی بات کر رہے ہیں یا نیشنل عہدیداران کی۔ بہرحال میری رائے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدام الاحمدیہ کے عہدیداروں کی ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے جن کا نمونہ اچھا ہے اور وہ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں اور خدام سے رابطہ میں رہنے اور ان کے ساتھ مل کر کام کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ تاہم بہتری کی گنجائش ہمیشہ رہتی ہے اور اس لحاظ سے ہر عہدیدار کو مسلسل بہتری کی طرف گامزن رہنا چاہئے اور اپنے اور اپنے اردگِرد کے لوگوں کے معیاروں کو بلند کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر وہ اس لحاظ سے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں تو وہ ہماری آئندہ نسلوں کی حفاظت کا ذریعہ بنیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہمیشہ قرآن کریم کا اصول یاد رکھیں جس کا ذکر سورۃ البقرۃ آیت 149 میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر ایک کے لئے ایک ہدف اور ایک مطمحِ نظر ہے اور مومنین کا ہدف یہ ہونا چاہئے کہ وہ نیکی میں ایک دوسرے سے سبقت لے جائیں۔ اور اُنہیں اچھے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پس تمام خدام اور اطفال کو یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقی مومنین میں شمار ہونے کے لئے اُن میں ہمیشہ یہ تمنّا ہونی چاہئے کہ وہ ہر قسم کی نیکیوں میں آگے بڑھیں گے اور مسلسل اپنے آپ کو روحانی طور پر بھی اور اخلاقی طور پر بھی صیقل کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہمیشہ اس بات کو یاد رکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنا ہم پر یہ ذمہ داری وارد کرتا ہے کہ ہم آپؑ کی ہر بات پر عمل کریں جس کی آپؑ نے ہمیں تعلیم دی ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابرکت ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ آپ کا شمار حقیقی مومنین میں ہو سکے۔ اللہ کرے کہ آپ سب ہمیشہ خلیفۂ وقت کی توقعات پر پورا اُترنے والے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر خادم اور طفل پر مسلسل اپنے خاص فضلوں کی بارش برساتا رہے۔ آمین۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اردو زبان میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

بعض لوگ یہاں نئے آنے والے انگریزی نہ سمجھنے والے بھی ہیں ان کے لئے مختصراً مَیں کہہ دیتا ہوں کہ ان کا یہاں اس ملک میں آنا، یہاں رہنا، ان کے اسائلم پاس ہونا یا کسی بھی شکل میں اِس ملک سے فائدہ اٹھانا احمدیت کی وجہ سے ہے۔ اور اگر احمدیت کی وجہ سے ہے تو پھر اپنے آپ کو حقیقی احمدی ثابت کرنے کی کوشش کریں اور یہاں کی برائیوں میں مبتلا ہونے کی بجائے جو اچھائیاں ہیں وہ بے شک حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اپنی اچھائیوں کو کبھی نہ چھوڑیں۔ دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کا جو عہد ہے ہمیشہ اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں ورنہ آپ لوگ ان بدعہدوں میں شمار ہوں گے جو اپنے عہدوں کا پاس نہیں رکھتے اور پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں بھی آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے مختلف طریقے ہیں اس لئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنی چاہئیں۔ اور سب سے پہلے یاد رکھیں کہ آپ احمدی ہیں اور احمدی کی حیثیت سے اس ملک کی شہریت آپ کو ملی ہے یا اس ملک سے جو مفادات ہیں یا فائدے ہیں آپ کو حاصل ہو رہے ہیں۔

پس اگر یہ بات سامنے رکھیں گے تو ہمیشہ اپنی حالتوں پر بھی غور کرتے رہیں گے اور اپنے عہدوں کی پابندی کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ دعا کریں۔ (دعا)

...☆...☆...☆...

بقیہ: فضائلِ صیام وماہِ رمضان

... ...از صفحہ نمبر 14

رکھا۔ ہاں دونوں قسموں کے حکم جداگانہ فرما دیئے گئے۔ صیام غیر لازم کا حکم تو یوں فرمایا کہ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ۔ اور صیام لازم کا حکم یوں ارشاد ہوا کہ فَلْيَصُمْهُ اور وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ۔

آگے رہا لفظ کُتِبَ جس کے معنے مفسرین فرض لکھتے ہیں۔ اس کی نسبت یہ گزارش ہے کہ کچھ ضروری نہیں کہ اس کے معنے فرضیت ہی کے لئے جاویں بلکہ جو حکم شرعی لازم یا غیر لازم ہو، اس کو کہہ سکتے ہیں کہ یہ شرع اسلام میں مکتوب یا لکھا ہوا ہے خواہ وہ حکم لازم ہو یا غیر لازم۔ یہ اصطلاح علماء ہی کی ہے نہ قرآن مجید کی اصطلاح، کیونکہ لفظ کتاب یا اس کی مشتقات قرآن مجید میں صدہا جگہ آئے ہیں، تاہم وہاں پر مرادِ الٰہی فرضیت نہیں ہے۔ کمال قال تعالیٰ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ (سورۃ البقرہ آیت 283) ایضاً يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيْهِمْ (سورۃ البقرہ آیت 81) وَغَيْرُ ذٰلِكَ مِنَ الْاٰيَاتِ الْكَثِيْرَةِ۔

آگے رہا حکم شیخ فانی، مرضعہ، پیر ضعیف یا جوان نہایت لاغر ونحیف وغیرہم کا جن پر روزہ رکھنا نہایت درجہ پرشاق معلوم ہوتا ہے۔ سو یہ سب لوگ بایں شرط مشقت حکم مریض میں داخل ہیں کیونکہ تعریف مریض کی ان پر صادق آتی ہے کہ ان کے جملہ قویٰ کے افعال اپنی حالت اصلی پر باقی نہیں رہے۔ اگر یہ لوگ فدیہ بھی دیویں تو مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ پر قیاس کئے جاسکتے ہیں۔ مگر فدیہ بھی اسی شخص پر ہے جو فدیہ دینے کی طاقت رکھتا ہو۔ ورنہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رمضان کا روزہ افطار کرنے والے نے خود الٹا ساٹھ مسکینوں کا طعام فدیۃً لے لیا ہے۔ کمافی المشکوٰۃ۔ اور خود قرآن مجید ہی فرماتا ہے کہ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (سورۃ البقرہ آیت 186) اور لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا (سورۃ البقرہ آیت 287) وغیرہ وغیرہ من الآیات۔

اس توجیہ سے وہ تکلّفات جو مذکور ہوئے نہیں لازم آتے وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

اب واضح ہو کہ جس قدر احکام شرع اسلام میں مقرر ہیں ان میں اسرار عجیبہ اور لطائف غریبہ غور کرنے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ مثلاً یہاں پر جو شَهْرُ رَمَضَانَ واسطے صیام کے اللہ تعالیٰ کے کلام میں مخصوص فرمایا گیا اس میں ایک عجیب سرّ یہ ہے کہ یہ مہینہ آغاز سنہ ہجری سے نواں مہینہ ہے۔ یعنی 1۔محرم۔ 2۔صفر۔ 3۔ربیع الاوّل۔ 4۔ربیع الثانی۔ 5۔جمادی الاوّل۔ 6۔جمادی الثانی۔ 7۔رجب۔ 8۔شعبان۔ 9۔رمضان۔ اور ظاہر ہے کہ انسان کی تکمیل جسمانی شکم مادر میں نو ماہ میں ہی ہوتی ہے اور عدد نو (9) کافی نفسہٖ بھی ایک ایسا کامل عدد ہے کہ باقی اعداد اسی کے احاد سے مرکّب ہوتے چلے جاتے ہیں، لاغیر۔ پس اس میں اشارہ اس امر کی طرف ہوا کہ انسان کی روحانی تکمیل بھی اسی نویں مہینے رمضان ہی میں ہونی چاہئے اور وہ بھی اس تدریج کے ساتھ کہ آغاز شہور ہجری سے ہر ایک ماہ میں ایام بیض وغیرہ کے روزے رکھنے سے بتدریج تصفیہ قلب حاصل ہوتا رہا۔ جیسا کہ شیخ نے کہا ہے کہ

صفائی بتدریج حاصل کنی
تامّل در آئینۂ دل کنی

حتیٰ کہ نواں مہینہ رمضان شریف کا آ گیا تو اس کے لئے یہ حکم ہوا کہ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (سورۃ البقرہ آیت 186)۔ یہاں تک کہ مومن متبع کو روزے رکھتے رکھتے آخر عشرہ رمضان شریف کا بھی آ گیا۔ پس اب تو ظلمات جسمانیہ اور تکدّراتِ ہیولانیہ سے پاک وصاف ہو گیا تو عالم ملکوت کی تجلّیات بھی اس کو ہونے لگیں اور طاق تاریخوں میں مکالمات الٰہیہ کا مورد ہو گیا اور یہی حقیقت ہے لیلۃ القدر کی جو آخری عشرہ میں ہوتی ہے اور اس لئے شارع اسلام نے تعیین لیلۃ القدر کی 27 شب مقرر فرما دی کیونکہ درصورت 29 دن ہونے شہر رمضان کے وہی 27 شب آخری طاق شب ہو جاتی ہے، جس میں تکمیل روحانی انسان متبع کے حاصل ہو سکتی ہے۔ اس لئے یہ شب 27 کی ایک عجیب مبارک شب ہے جس میں قرآن مجید بھی نازل ہوا۔ کمال قال اللہ تعالیٰ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ (سورۃ القدر آیات 2تا4)۔ ایضاً قال تعالیٰ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ (سورۃ الدخان آیت 4)۔ اور چونکہ یہ شب مبارک اور لیلۃ القدر دونوں رمضان شریف ہی میں ہوتی ہیں لہٰذا ان تینوں آیتوں میں کوئی اختلاف بھی باقی نہیں رہا۔ اور إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ میں ضمیر مذکر غائب کا مرجع اس لئے مذکور نہیں ہوا ہے کہ جملہ اہل کتاب یہود ونصاریٰ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اشد درجہ منتظر تھے کیونکہ تمام کتب میں آپ کی بشارات اور صفات حمیدہ موجود تھیں اور اب تک موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کلام آپ کے منہ میں ڈالا جانا بھی بائبل میں اب تک پایا جاتا ہے۔ اس لئے اس کلام الٰہی کے نزول کا بھی ان کو سخت انتظار تھا۔ اور نیز مشرکین عرب اپنے باپ دادوں سے سنتے چلے آتے تھے کہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے بنی اسماعیل میں ایک نبی عظیم الشان مبعوث ہونے والا ہے۔ لہٰذا جملہ اہل مذاہب اور اہل کتاب کو اس نبی آخر الزمان اور نزولِ کلامِ الٰہی کا انتظار تھا اور ان میں آپ کی بعثت کا ذکرِ خیر رہتا تھا جیسا کہ سورہ بیّنہ کی ہماری تفسیر سے واضح ہے۔ اس لئے أَنْزَلْنَاهُ کے مرجع کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی بلکہ مرجع کے ذکر کرنے میں وہ نکتہ حاصل نہ ہوتا تھا جو اس کے عدم ذکر کرنے میں ایک لطیفہ حاصل ہوا۔ اس لئے مرجع ضمیر 'أَنْزَلْنَاهُ' کا ذکر سابق میں نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اس کا ذکر توکل اہل کتاب اور مشرکین عرب میں موجود ہے۔۔۔''

(خطبات نور۔ صفحہ 226 تا 232)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

....

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے رسالہ ''انصارالدین'' جنوری و فروری 2012ء میں حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری کے بارہ میں مکرم محمد رفاقت احمد صاحب کاایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

☆ حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری مرحوم و مغفور کوفن مناظرہ میں کمال حاصل تھا۔ مخالف کو مؤثر دلائل کے ساتھ مسکت کر دیتے۔ ایک تحریری مناظرہ المعروف ''مباحثہ راولپنڈی'' جماعت احمدیہ راولپنڈی اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی (غیر مبائعین) کے مابین جون 1937ء میں ہوا۔ جماعت احمدیہ (مبائعین) کی طرف سے حضرت مولانا ابو العطاء صاحب مرحوم نے اور جماعت غیرمبائعین کی طرف سے سید اختر حسین صاحب گیلانی فاضل اور مولوی عمرالدین صاحب شملوی نے مناظرہ کیا۔ اس مناظرہ میں حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے فریق مخالف پر نہایت سلجھے ہوئے انداز میں حجّت تمام کر دی اور پہلی مرتبہ (مولوی کرم دین صاحب بھیں والے مقدمہ گورداسپور میں) مولانا محمد علی صاحب مرحوم اور جناب خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر مرحوم کے بطور وکیل اور گواہ ''نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام'' کے متعلق بیانات پیش کئے۔ اور یہ قیمتی حوالہ جات بعدازاں ماہنامہ ''فرقان'' قادیان کے عدالتی بیان نمبر جولائی 1942ء میں شائع بھی کر دیئے۔

☆ 1970ء میں مشہور دیوبندی عالم حافظ ریاض احمد صاحب اشرفی خطیب جامعہ مسجد گوالمنڈی راولپنڈی ایک مرتبہ مسجد بیت الحمد راولپنڈی آئے تو حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ مکرم میجر عبدالرحمن صاحب مغل مرحوم نے حضرت مولانا صاحب سے عرض کیا کہ حافظ اشرفی صاحب یہ سوال بڑا دہراتے ہیں کہ آیت وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَ قَاوِيْلِ میں مقدم، تالی، جزئی اور جزو کلّی کا نتیجہ مرزا صاحب پر چسپاں کریں تو اُن کے حق میں نہیں نکلتا۔ حضرت مولانا صاحب نے فرمایا: حافظ صاحب! آپ عربی زبان جاننے والے لگتے ہیں تو اپنے اس سوال کا جواب یوں سمجھیں: وَلٰكِنّا لَمْ نَاْخُذْ مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ فَثَبَتَ اَنَّهُ لَمْ يَتَقَوَّلْ عَلَيْنَا۔

☆ اسی طرح ایک مجلس میں ایک غیر از جماعت مولوی صاحب نے کہا کہ آیت يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ (النساء:60) میں جناب مرزا صاحب کو کس کھاتہ (Category) میں رکھیں گے؟ مولانا مرحوم نے فرمایا: قرآن کریم میں ہے فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الشعرا:17)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام دو رسول فرعون کے دربار میں جاتے ہیں مگر لفظ رسولا (تثنیہ) کے بجائے رسول (واحد مذکر) استعمال کرتے ہیں کہ ہم دونوں ربّ العالمین کی جانب سے تمہاری طرف پیغام دینے کے لئے ایک رسول ہو کر آئے ہیں۔ پھر مولانا صاحب نے جب امام فخرالدین رازیؒ کا تفسیر کبیر سے اس آیت کی تفسیر میں حوالہ دیا کہ حضرت ہارونؑ کی نبوت رسالتِ موسوی میں ضم تھی یعنی حضرت موسیٰؑ مطاع نبی اور حضرت ہارونؑ مطیع رسول تھے۔ تو سائل کی طبیعت صاف ہوگئی اور مجبور ہو گئے کہ اس کی مزید وضاحت طلب کریں تو مولانا مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ حوالہ سنایا:

''بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی معہ نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔''

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 11)

☆ اسی مجلس میں ایک صاحب نے سوال کیا کہ امکانِ نبوت پر وہ آیاتِ قرآنی پیش کریں جن کو جناب مرزا صاحب نے بھی پیش کیا ہو۔ حضرت مولوی صاحب نے دو آیات پیش کیں۔ هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ (الجمعة آيات 3-4)۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں ثابت کیں اور تقدیر آیت یوں بیان کی هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ ويبعث فِى آخرين رسولًا منهم۔ دوسری آیت یہ پیش فرمائی: وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ (النساء:71)۔ آپ نے مِنْ کی تفسیر بیانیہ اور بعضیہ دونوں طریق سے بیان کی کہ یہ درجات صرف قیامت سے مخصوص نہیں۔

☆ اسی طرح حضرت مولوی صاحب نے سائل کو خاتَم کی تفسیر خاتِم سے کرنے پر فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتَم تلاوت فرمایا اور کسی صحابیؓ سے قراءت بالکسر ثابت نہیں۔ بلکہ حضرت ابو عبدالرحمن سلمیؓ جب حسنینؓ کو خاتِم پڑھانے لگے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے منع فرمایا کہ خاتَم پڑھایا جائے۔ جب کسی صحابیؓ سے قراءت بالکسر ثابت نہیں تو چند مفسرین کے لکھنے سے متواترہ کس طرح ہوگئی؟

☆ پروفیسر بشیر احمد صاحب نے 1994ء میں کتاب لکھی "The Ahmadiyya Movement, British-Jewish Connections"۔ اس کا مقدمہ ڈاکٹر محمود احمد غازی سابق وزیر مذہبی امور نے لکھا۔ پروفیسر بشیر احمد صاحب میرے استاد بھی رہے ہیں۔ اُس زمانہ میں ایک بار انہوں نے خاکسار سے کہا کہ کچھ سوالات ہیں اگر مولانا ابوالعطاء صاحب راولپنڈی آئیں تو میری اُن سے ملاقات کروائیں۔ اتفاقاً حضرت مولوی صاحب فروری 1971ء میں تشریف لائے۔ پروفیسر صاحب نے آکر سوال کیا کہ ہر نبی صاحبِ کتاب و شریعت ہوتا ہے اور بغیر کسی پیغام کے پیغامبر نہیں کہلا سکتا۔ مولانا صاحب نے فرمایا پیغام تو ہر نبی لاتا ہے اور پیغام دو طرح کا ہے تشریعی اور غیر تشریعی۔ پھر آپ نے سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 45 پیش کی: اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ کہ تورات کے بیان اور خدمت کے لیے بنی اسرئیل میں صدہا غیر تشریعی نبی مبعوث ہوئے۔ پروفیسر صاحب کہنے لگے کہ تورات حضرت موسیٰؑ کی کتاب نہیں بلکہ یہ مجموعہ کتبِ انبیاء بنی اسرائیل کا نام ہے۔ مولانا صاحب نے جب محسوس کیا کہ یہ سوال برائے سوال کر رہے ہیں تو مناظرانہ طریق پر آڑے ہاتھوں لیا۔ فرمایا کہ قرآن مجید، احادیث نبویہ، کتب تفاسیر و فقہ اور تاریخ نیز یہود و نصاریٰ (جن کا توریت سے واسطہ ہے) کی کتب میں کہیں بھی یہ درج نہیں کہ توریت مجموعہ کتب انبیاء بنی اسرائیل ہے تو کیا یہ عُقدہ صرف آپ پر یا جناب پرویز صاحب پر کھلا ہے؟ اس کے بعد پروفیسر صاحب مزید کوئی سوال نہ کر سکے۔

☆ ایک دفعہ مولانا ابوالعطاء صاحب سے ایک شیعہ عالم مولانا سید امیر حسین صاحب بخاری آف سیالکوٹ نے مسئلہ ختم نبوت پر گفتگو کرتے ہوئے شیعی حوالہ پیش کیا کہ حضرت امام ابوجعفرؓ نے فرمایا: فَكَيْفَ يُقِرُّوْنَ فى آلِ اِبْراهيم عليه السلام و يُنْكِرُوْنَهُ فِى آل محمدٍ صلى الله عليه و سلم۔ بخاری صاحب نے بے جا تاویلات سے کام لے کر قواعد عربیہ کے خلاف مفہوم نکالنا چاہا تو مولانا صاحب نے فرمایا: بخاری صاحب! آپ اپنے کسی عربی دان عالم کو اگلی دفعہ ساتھ لائیں تا کہ سیر حاصل گفتگو ہو سکے۔

☆ حضرت مولوی صاحب نے اپنے ایک خط محررہ 8/اپریل 1972ء میں خاکسار کے چار اہم سوالوں کے مختصر لیکن جامع جوابات دیئے۔ رقم فرمایا:

''1۔ خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب کے دعویٰ کی معین تاریخ تو مجھے معلوم نہیں غالباً تین چار سال سے زیادہ عرصہ ہوا ہے انہوں نے خاتم النبیین ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ ان کی ناکامی ان کے دماغی عارضہ پر واضح دلیل ہے۔

2۔ تورات حضرت موسیٰؑ کی کتاب کا نام ہے۔ انبیاء بنی اسرائیل کے صحیفوں کا نام نہیں۔ قرآن مجید سے بھی ثابت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ''شھادۃ القرآن'' میں بھی یہی صراحت فرمائی ہے۔

3۔ حضرت امام حسنؓ نے حدیث کی پیشگوئی اَلْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً نیز حدیث نبوی اِنَّ ابْنِىْ هٰذا سَيُصْلِحُ بَيْنَ الطَّائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْن کے پیش نظر اس وقت کے خلافتِ راشدہ کے دَور کو ختم سمجھتے ہوئے دستبرداری اختیار فرمائی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب

4۔ حضرت مسیح نے آتَانِىَ الْكِتَابَ (سورۃ مریم) کہہ کر تورات کے حقیقی فہم کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دئے جانے کا اعلان فرمایا ہے۔ لفظ ایتاء الکتاب قرآن مجید میں دو طرح سے استعمال ہوا ہے (i) نئی کتاب کے دئے جانے کے معنوں میں (ii) سابقہ کتاب کی صحیح تفہیم عطا کئے جانے کے معنوں میں۔ حضرت مسیح کے قول میں دوسرے معنے مراد ہیں۔'' (ماہنامہ ''الفرقان'' ربوہ مئی 1972ء)

☆ حضرت مولانا صاحب کو اردو، عربی، فارسی اور علوم اسلامیہ پر دسترس رکھنے کی وجہ سے علم تفسیر میں بھی کمال حاصل تھا۔ آپ نے ماہنامہ الفرقان میں قرآن مجید کے سلیس اور بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ مختصر اور جامع تفسیر کا سلسلہ اقساط وار شروع کیا۔ سیّارہ ڈائجسٹ لاہور نے قرآن نمبر حصہ دوم کے صفحہ 397 تا 440 تک قرآن کریم کے اردو تراجم اور مفسرین کے نام شائع کیے ہیں۔ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کا ذکر نمبر 6 پر درج ہے۔

اسی طرح شیعہ عالم جناب سید حسین عارف نقوی صاحب نے اپنے مقالہ ''قرآنیات پر...کام'' میں حضرت مولوی ابوالعطاء صاحب کا ذکر بطور مفسر قرآن بیان کیا ہے۔

☆ حضرت مولوی صاحب کے رسالہ الفرقان میں تحقیقی اور علمی مضامین کے علاوہ قرآنی آیات کی تفسیر، حالات حاضرہ پر تبصرہ، شذرات اور سوالات کے جوابات کا سلسلہ جاری رہا۔ غیر احمدی بلکہ غیر مسلم علماء بھی آپ سے سوال کرتے جن کا جواب رسالہ کی وساطت سے دیا جاتا۔ چنانچہ کالم نگار جناب عبداللہ طارق سہیل صاحب نے لکھا کہ ''علمائے اسلام سے معذرت کے ساتھ، قادیانی عالم عطاء جالندھری ایک رسالہ نکالتے تھے جب تک وہ چھپتا رہا، مطالعے میں رہا، نام تھا 'الفرقان'۔ Comparative Religions (موازنۂ مذاہب) کے موضوع پر یہ ایک رسالہ تھا جس میں مسیحیت کے اعتراضات کا مہذّب اور علمی انداز میں جواب دیا جاتا تھا۔ سارا رسالہ علمی محنت کی گواہی دیتا تھا''۔

☆ 1977ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب راولپنڈی تشریف لائے تو ایک مجلس میں خاکسار نے عرض کیا کہ رسالہ ''الفرقان'' ایک علمی رسالہ تھا اسے حضرت مولوی صاحب کی وفات کے بعد بھی جاری رہنا چاہئے۔ حضورؒ نے فرمایا کہ رسالہ جاری کرنا کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ یہ تو مولانا صاحب مرحوم کی ہی ہمت تھی کہ مرکزی فرائض کے ساتھ ساتھ یہ تحقیقی و علمی رسالہ بڑی شان سے نکالتے رہے۔ بہرحال اس کے بدل کے طور پر اَور جماعتی رسائل ہیں۔

☆ حضرت مولانا صاحب کو جماعت کے اہم نمائندہ وفود میں شمولیت کی توفیق ملتی رہی۔ 1964ء میں احراری مولویوں کی غلط رپوٹنگ کی وجہ سے حکومت مغربی پاکستان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کتابچہ ''ایک غلطی کا ازالہ'' ضبط کر لیا کہ اس کے صفحہ 11 حاشیہ کی عبارت سے حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی توہین نکلتی ہے۔ 28 جولائی 1964ء کو حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر جماعت کا ایک وفد زیر قیادت حضرت مرزا عبدالحق صاحب، گورنر مغربی پاکستان جناب ملک امیر محمد خان صاحب کو ملا۔ اس وفد کے نوممبران میں حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب شامل تھے۔ وفد نے محترم گورنر صاحب کو بتایا کہ اس حوالہ کی تشریح خود حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے براہین احمدیہ میں کر دی ہوئی ہے جو پڑھ کر سنائی گئی۔ جناب گورنر صاحب نے اس پر اطمینان کرتے ہوئے یہ ہدایت کی کہ اس تشریح کو ''ایک غلطی کا ازالہ'' کتابچہ میں متعلقہ صفحہ پر بطور فُٹ نوٹ شامل کر دیا جائے۔ اس کے بعد حکومت نے ضبطی کا فیصلہ واپس لے لیا۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف سے حضرت مولوی صاحب کو ایک مباحثہ کے لئے سند نیابت کا اعزاز حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی جانب سے بھی حضرت مولوی صاحب کو سند وکالت حاصل

ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' کینیڈا، اگست 2011ء، میں مکرم انجینئر مبشر احمد خورشید صاحب کی ماہِ صیام کے حوالہ سے ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

ہے ماہِ صوم بندوں کے لئے انوار کا تحفہ
کبھی سحری کی صورت اور کبھی افطار کا تحفہ

سخاوت اور فیّاضی کا ملتا ہے سبق اس سے
الٰہی قرب و خوشنودی ، ہے روزہ دار کا تحفہ

کرو پرہیز غیبت، جھوٹ، ایذا اور تکبّر سے
وگرنہ جیت کے بدلے ملے گا ہار کا تحفہ

ہے اس کے آخری عشرہ میں اعتکاف کی نعمت
یقیناً ہے خدا کا قرب ، شبِ بیدار کا تحفہ

عبادت اور تقویٰ سے گزاریں دن تو پھر خورشید
ہے عیدالفطر کی صورت خدا کے پیار کا تحفہ

ہوئی۔ جب 24 اگست 1974ء کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کی کارروائی میں اعتراض ''تحریف فی القرآن'' زیر بحث تھا۔ حضورؒ نے کمیٹی کے چیئر مین صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اگر مجھے بھی اجازت ہوتو بعض سوالوں کا جواب میرے delegation (وفد) کے ایک صاحب مولانا ابوالعطاء صاحب دے سکیں (کیونکہ مخالف فریق کی جانب سے سوالات و جوابات کے لئے مولانا ظفر احمد صاحب انصاری مقرر ہوئے ہیں) اور یہ کہ مَیں ذمہ داری لے رہا ہوں۔ پہلے تو یہ کہا گیا:

we do not have any objection ....

مگر بعد میں کہا گیا کہ ابوالعطاء صاحب بول سکتے ہیں لیکن اگر آپ خود جواب دیں گے تو اس میں اتھارٹی بھی بہتر ہوگی اور اس پر weight بھی زیادہ ہوگا۔

اس پر حضورؒ نے مائیک حضرت مولوی صاحب سے لے لیا اور خود جواب دینا شروع فرما دیا اور اللہ تعالیٰ کی تائید پہلے دنوں سے بھی زیادہ شان سے ظاہر ہوئی۔ مخالفین نے شائد یہ سمجھا کہ حضرت صاحبؒ عربی عبارتوں کے جواب نہ دے سکیں گے اور ہمارا پلّہ بھاری ہوجائے گا۔

☆ غیر احمدی علماء کے چند حوالے بھی اس مضمون میں شامل ہیں جن میں حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کے علم و دانش، علوم اسلامیہ پر دسترس، سلجھی ہوئی شخصیت، عربی فارسی نیز صرف نحو اور منطق کے بہت بڑے فاضل، بہت اچھے مناظر ہونے کا اعتراف کیا گیا ہے۔

☆ حضرت مولوی صاحب بڑے دعا گو بزرگ تھے۔ احباب کی تعلیم و تربیت کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ آپ خلافت احمدیہ سے پختہ وابستگی اور نظام جماعت کی کامل اطاعت کی تصویر تھے۔ نومبر 1974ء میں حضرت مولوی صاحب ایک وفد کے ساتھ راولپنڈی تشریف لائے۔ امیر وفد حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ تھے۔ نماز مغرب کا وقت ہوا تو کسی صاحب نے حضرت مولوی صاحب سے عرض کیا کہ نماز پڑھا دیں۔ فرمایا: امیر وفد آ رہے ہیں جس کو اجازت دیں گے وہ نماز پڑھائے گا۔

☆ ایک بار تربیلا سے آئے ہوئے ایک احمدی طالبعلم نے آپ سے کہا کہ اُن کے ٹیچر نے کہا ہے کہ جا کر اپنے خلیفہ صاحب سے اس سوال کا جواب لانا کہ ''انبیاء سابقین کا ذکر قرآن کریم میں صیغۂ ماضی کے ساتھ کیا گیا ہے لہٰذا کسی مزید اُمّتی نبی کے آنے کا کیا جواز ہے؟'' حضرت مولانا صاحب نے فرمایا کہ ایسے سوالوں کے جوابات کے لئے حضرت صاحب کے خادم حاضر ہیں اور اپنے استاد صاحب سے پوچھنا کہ کیا انبیاء سابقین کا ذکر قرآن کریم میں بصیغۂ استقبال کیا جاتا؟

☆ حضرت مولوی صاحب ایک دفعہ ریل گاڑی میں سفر کررہے تھے۔ بعض خدام جسم دبانے لگے۔ کسی نے پوچھا کہ آپ کس سلسلہ کے پیر ہیں؟ فرمایا: یہ عاجز تو ربوہ والے مرشد کا ایک ادنیٰ خادم ہے۔

...۞...۞...۞...

برکات خلافت (قبولیت دعا)

مکرم عبدالعزیز ڈوگر صاحب مرحوم کو چار خلفاء کی دعاؤں سے مستفید ہونے کی توفیق ملی۔ آپ کے قلم سے مجلس انصاراللہ برطانیہ کے رسالہ ''انصارالدین'' مارچ و اپریل 2012ء میں خلفائے کرام کی قبولیت دعا کے چند ذاتی مشاہدات شامل اشاعت ہیں۔

☆ آپ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت مصلح موعودؓ کافی بیمار تھے تو سندھ میں جماعت کی زمینوں میں کپاس اور پھل کی فصل کا سودا وہاں کے ایک تاجر سے کیا گیا لیکن وہ ایک بڑی رقم لے کر فرار ہو گیا۔ مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب (وکیل اعلیٰ) نے یہ سارا معاملہ حضورؓ کی خدمت میں عرض کر کے دعا کی درخواست کی تو حضورؓ نے فرمایا کہ یہ خاکسار راولپنڈی جا کر اس سلسلہ میں کسی سرکاری افسر سے ملے۔ چنانچہ مَیں اُسی روز راولپنڈی پہنچ گیا۔ صدر ایوب خان کا دورِ حکومت تھا اور سیکرٹری داخلہ جناب غیاث الدین تھے جو کہ 1953ء کے احمدیہ مخالف فسادات کے دوران پنجاب کے چیف سیکرٹری رہ چکے تھے۔ اس وجہ سے اندر سے مجھے بہت ڈر تھا لیکن ساتھ ہی یہ یقین بھی تھا کہ خلافت کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں۔ چنانچہ خدا پر توکّل کرتے ہوئے مَیں سیکرٹریٹ میں جا کر اُن سے ملا اور تمام واقعات عرض کئے۔ اُنہوں نے اُسی وقت آئی جی لاہور سے فون پر کہا کہ وہ ہمارا مطلوبہ آدمی ڈھونڈیں۔ چنانچہ اگلے روز ایک وفد کی صورت میں ہم آئی جی لاہور کو ملنے گئے۔ اس وفد میں محترم حافظ عبدالسلام صاحب (وکیل المال)، محترم سید میر داؤد احمد صاحب (پرنسپل جامعہ احمدیہ) اور مکرم چوہدری ناصرالدین صاحب (نمائندہ وکالت زراعت) شامل تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی دعائیں رنگ لائیں اور آئی جی صاحب کے تعاون سے کچھ ہی عرصہ بعد وہ تاجر گرفتار ہوا اور جماعت کا غبن شدہ روپیہ وصول ہوا۔

☆ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مجھے وقف سے فارغ کرتے ہوئے لاہور جا کر کام کرنے کا ارشاد فرمایا تو مجھے کچھ بھی علم نہیں تھا کہ وہاں جا کر کیا کروں گا۔ چند بزرگوں نے جن میں مکرم صوفی مطیع الرحمن صاحب شامل تھے، مل کر مسجد مہدی ربوہ میں نماز کے بعد میری روانگی کے سلسلہ میں ایک لمبی دعا کروائی۔ دعا کے بعد انہوں نے مجھے کہا کہ آواز آئی ہے کہ ''چھاؤنی کی طرف خیال رکھو''۔ اُس وقت تو مجھے اس بات کی سمجھ نہ آئی لیکن لاہور جا کر کچھ ہی عرصہ بعد مجھے لاہور چھاؤنی میں پاکستان ایئر فورس MESS میں کنٹریکٹر کے طور پر کام کرنے کا اجازت نامہ مل گیا۔ مجھے اس کام کا نہ تو کوئی تجربہ تھا اور نہ ہی میرے پاس ایسے ہنر مند افراد تھے اور نہ ہی مالی وسائل۔ انہی دنوں رمضان کا مہینہ بھی آ گیا اور مَیں واپس ربوہ آ گیا۔ جہاں مَیں نے ایک خواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو دیکھا۔ حضورؓ نے میرا بازو پکڑا اور فرمایا: ''میاں غلام احمد، میاں غلام احمد، میاں غلام احمد! یہ لو''۔ اور ایک لفافہ مجھے دیا جس میں کچھ روپے تھے اور مجھے اس میں ایک سو کا نوٹ بھی نظر آیا۔ لفافہ دیتے ہوئے حضورؓ نے فرمایا: ''پیسہ کمانا بہت مشکل ہے، آئندہ کمی نہیں آئے گی''۔ اس خواب کے بعد دل کو بے حد تسّلی ہوئی کہ مَیں 'غلام احمد' ہی تو ہوں۔

عید کا وقت قریب تھا اور اس سال جب پہلی دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے تمام کارکنان کو عیدی بھجوائی تو اس خاکسار کے لئے بھی ایک لفافہ میں عیدی کی رقم جو کہ 132 روپے تھے گھر پر بھجوائی گئی۔ انہی دنوں مَیں نے حضرت اماں جانؓ کو بھی خواب میں دیکھا۔ انہوں نے بڑی شفقت سے میری کمر پر ہاتھ پھیرا اور چلی گئیں۔ اس خواب کے بعد میرا یقین اَور بڑھ گیا کہ اب میری مشکلات ختم ہوجائیں گی۔ چنانچہ میں نے اپنی والدہ صاحبہ سے بھی عرض کیا کہ اب آپ میرے لئے نہ روئیں، آپ کی دعائیں سنی گئی ہیں۔

اس واقعہ کے چند ہی دنوں کے بعد بذریعہ ڈاک تین ٹینڈر موصول ہوئے۔ میں نے لاہور میں ایک دوست کی مدد سے یہ تینوں ٹینڈر بھر کر جمع کروا دیئے۔ خدا کا کرنا کیا ہوا کہ یہ تینوں ٹینڈر ہی مجھے مل گئے اور یہ محض خدا تعالیٰ کے فضل اور خلافت کی برکات ہی کا نتیجہ تھا۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے اس کام میں بے حد برکت ڈالی۔

☆ 1974ء میں احمدیوں کے خلاف ہنگاموں کے دوران مغل پورہ لاہور میں ہماری مسجد کو شرپسندوں نے آگ لگا دی اور اس پر قبضہ کر لیا۔ خاکسار نے مکرم چوہدری حمید نصراللہ صاحب امیر جماعت لاہور کو مل کر تمام حالات سے مطلع کیا اور دوبارہ حالات کا جائزہ لینے کے لئے مسجد پہنچا تو وہاں لوگوں کا ایک جمِ غفیر موجود تھا اور کچھ پولیس کے آدمی بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ مسجد پر قابض لوگوں میں سے چند افراد لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ لوگوں کو مزید مشتعل کررہے تھے۔ اس وقت وہاں پر ہمارے صدر جماعت اور بشیر احمد DSP لاہور کے دوران کچھ بات چیت بھی چل رہی تھی۔ میں بھی جا کر اُن میں شامل ہو گیا اور بات کرنے کی اجازت مانگی۔ ملاقات کے دوران تلخ کلامی کی نوبت آ پہنچی اور بات ہاتھا پائی تک جا پہنچی۔ اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے باہر بھی شور اور افراتفری اَور زیادہ بڑھ گئی۔ جس کو دیکھتے ہوئے موقع پر موجود ایک مجسٹریٹ جن کا نام ندیم احمد تھا وہ بھی اندر آ گئے۔ ہم نے مجسٹریٹ صاحب کو حالات بتاتے ہوئے عرض کی کہ یہ DSP صاحب ہماری بات سننے کو تیار نہیں ہیں۔ مجسٹریٹ ندیم احمد صاحب نے ہماری بات توجہ سے سُنی اور اُسی وقت حکم دیا کہ مسجد کو فوری طور پر خالی کروایا جائے۔ FSF پولیس نے ہوائی فائرنگ کر کے مشتعل ہجوم کو منتشر کرتے ہوئے ہمیں ہماری مسجد کا قبضہ واپس دلایا۔ 1974ء کے ہنگاموں میں یہ واحد مسجد تھی جو کہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے ہمیں واپس مل گئی۔

اس واقعہ کے بعد DSP نے انتقاماً مجھ پر حملہ بھی کروایا جس میں مَیں شدید زخمی ہوا۔ پھر میرے وارنٹ گرفتاری جاری کروا کر مجھے پھانسی کی کوٹھڑی میں بند کروا دیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور خلافت کی برکات سے چند ہفتوں بعد ضمانت پر رہائی ہوئی اور تقریباً ایک سال تک مقدمہ چلنے کے بعد مجھے بری کر دیا گیا۔ بری ہونے کے باوجود بشیر احمد (جو SP بن چکا تھا) کی انتقامی کارروائیاں میرے خلاف جاری رہیں اور مجھے انتہائی خطرناک اور مطلوب افراد کی فہرست میں ایک لمبا عرصہ شامل رکھا گیا۔ آخر کار 1982ء میں ایک CID انسپکٹر افتخار احمد نے میرے حق میں رپورٹ دیتے ہوئے میرا نام اس لِسٹ سے خارج کروا دیا۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مسند خلافت پر متمکّن ہونے کے بعد خاکسار کو دوبارہ وقف میں آنے کا ارشاد فرمایا تو اُس وقت خاکسار کا ذاتی کاروبار عروج پر تھا۔ یہاں تک کہ مَیں نے اس سال 46 ہزار روپیہ صرف انکم ٹیکس کی مَد میں دیا تھا۔ مگر حضورؒ کے ارشاد پر خاکسار نے دین کو دنیا پر ترجیح دیتے ہوئے اپنا تمام کاروبار چھوڑ کر ادارۂ تعمیرات میں جماعت کے لئے کام شروع کر دیا۔

1983ء سے 1990ء کے دوران خاکسار نے فضل عمر ہسپتال کی توسیع، بیوت الحمد کی تعمیر، ربوہ گیسٹ ہاؤس، سوئمنگ پول، دفاتر انجمن احمدیہ کی توسیع، مسجد مبارک کی توسیع، مسجد اقصیٰ کے مینار کی مرمت اور مسجد کی چاردیواری کی تعمیر کا کام کروانے کی سعادت پائی۔ اس کے بعد حضورؒ کے ارشاد پر گیمبیا اور سیرالیون میں مختلف مساجد اور ہسپتالوں کی تعمیرات کے کام کی ذمہ داری نبھائی۔ سیرالیون میں ملکی حالات کی خرابی کی وجہ سے ہمیں اپنا کام روکنا پڑا۔ مگر گیمبیا میں غیر معمولی خدمت کا موقع ملا جس میں مسجد، مرکزی دفاتر، گیسٹ ہاؤس، افریقہ میں پہلا پریس اور دیگر کئی شہروں میں ہسپتال اور دفاتر کی تعمیر شامل ہے۔ اسی اثناء میں حضورؒ کی طرف سے انجینئر ناصر بھٹی صاحب لندن سے کام کا جائزہ لینے وہاں آئے۔ انہوں نے واپس جا کر حضور کو تعمیراتی کام کی رپورٹ دیتے ہوئے یہ بھی عرض کیا کہ حضور! جیسے حضرت داؤدؑ کو اللہ تعالیٰ نے مدد کے لئے جِن عطا کئے تھے اسی طرح گیمبیا میں عبدالعزیز بھی کسی جن سے کم نہیں۔ حضورؒ نے میرے نام اپنے ایک خط میں اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا نے ایک نہیں اس طرح کے کئی 'جِن' جماعت کو عطا کئے ہیں۔

گیمبیا سے واپسی پر جرمنی میں ایک سو مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں خدا تعالیٰ نے 7 سال تک خدمت کا موقع دیا۔ جب ناصر باغ کی مسجد زیر تعمیر تھی تو کافی مشکلات درپیش تھیں۔ خاکسار نے بے حد دعا کی تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ رسولِ اکرم ﷺ نے کوئی چیز دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ وہ ہتھیار ہیں جو میں نے جنگِ خندق میں استعمال کئے تھے۔ خاکسار نے یہ خواب حضور کو تحریر کی اور حضور نے جواباً ارشاد فرمایا کہ بابرکت خواب ہے۔ خدا تعالیٰ خود تمام رکاوٹیں دُور فرمادے گا اور اس کے ساتھ حضور نے یہ شعر بھی تحریر کیا کہ

خدمتِ دین کو اِک فضلِ الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

اور پھر واقعی خدا کے فضل اور خلیفۂ وقت کی دعاؤں کی برکت سے وہی انجینئر جو پہلے مشکلات پیدا کر رہا تھا اُسی نے مسجد کے گنبد اور محراب کی اجازت دلوادی۔

☆ چند سال پہلے کی بات ہے کہ شوگر کے مرض کی وجہ سے میری نظر بتدریج بہت کمزور ہو رہی تھی۔ میں دعا کی درخواست کرنے کی غرض سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ سے ملاقات کرنے لندن گیا اور حضور کو اپنی تکلیف بتائی۔ میری گزارش سننے کے بعد حضور کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر اپنی نشست سے اُٹھے اور میری آنکھوں پر اپنی خلافت کی انگوٹھی کا لمس فرمایا اور دعا کی۔ اس کے بعد معجزانہ طور پر میری نظر بہتر ہوگئی اور مَیں اب تک بغیر عینک کے دیکھ اور پڑھ سکتا ہوں۔

اسی طرح سے ایک وقت ایسا آیا کہ اندرونی بیماریوں کی وجہ سے میری ٹانگوں میں شدید درد شروع ہو گیا اور مجھے چلنے پھرنے میں انتہائی دشواری محسوس ہوتی تھی۔ میں اُن دنوں اپنے بیٹوں کے پاس جرمنی گیا ہوا تھا۔ حضور بھی اُن دنوں جرمنی کے سالانہ جلسہ کے لئے تشریف لائے تو وہاں حضور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ دورانِ ملاقات میں نے ذرا بے تکلفی کے انداز میں عرض کیا کہ حضور! یہ میری وہی ٹانگیں ہیں جن پر اپنے قدمِ مبارک رکھ کر حضرت مصلح موعودؓ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا کرتے تھے اور یہی وہ ٹانگیں ہیں جنہیں 1974ء کے ہنگاموں میں غیر احمدیوں نے انتقام کی غرض سے توڑنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ بس آپ دعا کریں کہ یہ ٹانگیں اس عمر میں میرا ساتھ نہ چھوڑیں۔ اس پر حضورِ انور نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمام واقعات اور حالات انہیں لکھ کر بھیجوں۔ چنانچہ خاکسار نے ایسا ہی کیا۔ خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور حضور کی دعاؤں کی برکت سے فالج کے حملہ کے باوجود خاکسار ابھی تک اس قابل ہے کہ چل پھر سکتا ہے اور کسی کی محتاجی نہیں ہے۔ میرا ہمیشہ سے یہ ایمان ہے کہ اپنی ساری زندگی میں مَیں نے جو کچھ بھی پایا وہ محض خدا تعالیٰ کے فضل اور خلافت کی برکات سے پایا۔

(نوٹ: محترم عبدالعزیز ڈوگر صاحب کی وفات جنوری 2016ء میں ہوئی۔)

...۞...۞...۞...

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

June 02, 2017 – June 08, 2017

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday June 02, 2017

00:05 World News
00:25 Dars-e-Ramadhan
00:40 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 47.
01:05 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
01:35 Pakistan in Perspective
02:25 Tilawat: Part 7.
03:20 Shama'il-e-Nabwi (saw)
03:50 Pakistan in Perspective
04:20 Dars-ul-Qur'an: Qur'anic verses 57-61 of Surah Aale-Imraan, by Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 62, recorded on May 7, 1988.
06:00 Tilawat: Part 7.
07:00 Ramadhan Dars-e-Hadith
07:20 Yassarnal Quran: Lesson no. 48.
07:45 Ramadhan Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
08:50 Indonesian Service
10:05 Dars-ul-Qur'an: Qur'anic verse of Surah Aale-Imraan, by Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 59, recorded on April 24, 1988.
11:30 Live Transmission From Baitul Futuh
12:00 Live Friday Sermon
13:00 Live Transmission From Baitul Futuh
13:35 Tilawat: Part 4.
13:45 Yassarnal Quran [R]
14:10 Shotter Shondane: Recorded on May 25, 2017.
15:15 Ramadhan Dars-e-Hadith [R]
15:35 Islami Mahino Ka Ta'aruf
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:20 Live Nashr-e-Ramadhan
19:05 Tilawat: Part 7
20:20 Seerat-un-Nabi (saw)
21:00 Friday Sermon [R]
22:10 Ramadhan Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il [R]
23:10 Tilawat [R]

Saturday June 03, 2017

00:05 World News
00:25 Rah-e-Huda: Recorded on May 27, 2017.
02:25 Tilawat: Part 8: Surah Al-An'aam and Surah Al-A'raaf.
03:35 Friday Sermon
04:45 Dars-ul-Qur'an: Qur'anic verse of Surah Aale-Imraan, by Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 59, recorded on April 24, 1988.
06:00 Tilawat: Part 8.
07:00 Ramadhan Dars-e-Hadith: On the importance of fasting in different religions.
07:30 Al-Tarteel: Lesson no. 35.
08:00 International Jama'at News
08:35 Friday Sermon: Recorded on June 2, 2017
10:00 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses 65-67 of Surah Aale-Imraan, by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 64, recorded on April 8, 1989.
12:30 Maidane Amal Ki Kahani
13:00 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 178-201. Part 4.
13:15 Ramadhan Dars-e-Hadith [R]
13:40 Al-Tarteel [R]
14:05 Bangla Shomprochar
15:05 Maidane Amal Ki Kahani [R]
15:40 Al-Saum: Children's programme about Ramadhan.
16:00 Live Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Live Nashr-e-Ramadhan: A live programme based on discussions on various topics related to Ramadhan.
19:05 Tilawat: Part 8. Surah Al-An'aam and Surah Al-A'raaf.
20:25 Friday Sermon [R]
21:35 Dars-ul-Qur'an [R]
23:05 Tilawat: Part 9. Surah Al-A'raaf and Al-Anfaal.

Sunday June 04, 2017

00:00 World News
00:15 In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
00:50 Al-Tarteel
01:15 Maidane Amal Ki Kahani
01:55 Al-Saum
02:25 Tilawat
03:20 Friday Sermon
04:30 Dars-ul-Qur'an: Qur'anic verses 65-67 of Surah Aale-Imraan, by Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 64, recorded on April 8, 1989.
06:00 Tilawat: Part 9. Surah Al-A'raaf and Al-Anfaal.
06:50 Dars-e-Ramadhan: Selected sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw) on the topic of 'importance of Darood Sharif'.
07:15 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 48.
07:40 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal Class: Recorded on December 8, 2013.
09:00 Faith Matters: Programme no. 160.
10:00 Indonesian service
11:05 Dars-ul-Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses 65- 67 of Surah Aale- Imraan, by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Session no. 2, recorded on 9th April 1989.
12:30 Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 1-24. Part 4.
13:00 Friday Sermon: Recorded on June 2, 2017,
14:10 Shotter Shondhane: Recorded on May 25, 2017.
15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal Class [R]
16:20 Qur'an Sab Se Acha
16:55 Kids Time: Programme no. 42.
17:25 Yassarnal Qur'an [R]
17:50 World News
18:10 Tilawat: Part 9. Surah Al-A'raaf and Al-Anfaal.
19:00 Live Nashr-e-Ramadhan
20:20 In His Own Words
21:00 Chef's Corner
21:30 Dars-ul-Qur'an [R]
23:00 Tilawat [R]

Monday June 05, 2017

00:00 World News
00:20 Friday Sermon
01:40 Introduction To The Holy Qur'an
02:05 Dars-e-Ramadhan
02:25 Seerat-e-Rasool (saw): The life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
03:00 Friday Sermon
04:40 Dars-ul-Qur'an
06:00 Tilawat: Part 10.
07:00 Ramadhan Dars-e-Hadith: Selected sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw) about 'Ramadhan and values of life'.
07:30 Al-Tarteel: Lesson no. 35.
08:00 International Jama'at News
08:35 Hamari Taleem
09:00 The Holy Prophet (saw) And Ramadhan
10:00 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon. Recorded on December 30, 2016.
11:00 Dars-ul-Qur'an: Qur'anic verses 105-110 of Surah Aale-Imraan, by Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 66, recorded on April 15, 1989.
12:30 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as): The life and character of the Promised Messiah (as).
13:00 Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 25-47. Part 5.
13:15 Dars-e-Ramadhan [R]
13:30 Al-Tarteel [R]
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 The Holy Prophet (saw) And Ramadhan [R]
15:45 Hamari Taleem [R]
16:10 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]
16:35 In His Own Words
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 The Holy Prophet (saw) And Ramadhan [R]
19:15 Tilawat: Part 10.
20:15 Live Nashr-e-Ramadhan
21:30 Dars-ul-Qur'an [R]
23:00 Tilawat: Part 11. Surah At-Tawbah and Surah Hud.

Tuesday June 06, 2017

00:00 World News
00:20 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
00:45 Friday Sermon
01:55 Hamari Taleem
02:25 Tilawat
03:20 The Holy Prophet (saw) And Ramadhan
04:00 In His Own Words
04:30 Dars-ul-Qur'an
06:00 Tilawat: Part 11.
07:00 Dars-e-Ramadhan
07:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 49.
08:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal Class: Recorded on December 8, 2013.
09:00 Ramadhan Deeni-o- Fiqahi Masail
10:00 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Qur'an: Qur'anic verses 82-84 of Surah Aale-Imraan, by Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 67, recorded on April 22, 1989.
12:30 Friday Sermon: Recorded on June 2, 2017.
13:30 Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 48-73.
13:45 Dars-e-Ramadhan [R]
13:55 Yassarnal Quran [R]
14:20 Bangla Shomprochar
15:20 Spanish Service
15:55 Philosophy Of The Teachings Of Islam
16:15 Noor-e-Mustafwi (saw)
16:30 Ramadhan Deeni-o- Fiqahi Masail [R]
17:30 Yassarnal Quran [R]
17:50 World News
18:10 Live Nashr-e-Ramdhan
19:10 Tilawat: Part 11. Surah At-Tawbah and Surah Hud.
20:15 Noor-e-Mustafwi (saw) [R]
20:30 Faith Matters: Programme no. 160.
21:25 Dars-ul-Qur'an [R]
22:55 Tilawat [R]
23:50 World News

Wednesday June 07, 2017

00:10 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal Class
01:10 Ramadhan Deeni-o- Fiqahi Masail
02:25 Tilawat: Part 12. Surah Hood and Surah Yoosuf.
03:20 In His Own Words
04:00 Story Time
04:30 Darul Qur'an
06:00 Tilawat: Part 12. Surah Hood and Surah Yoosuf.
07:00 Ramadhan Dars-e-Hadith
07:30 Al-Tarteel: Lesson no. 35.
08:00 In His Own Words
08:40 The Holy Prophet (saw) And Ramadhan
09:10 Spotlight
10:00 Indonesian Service
11:05 Dars-ul-Qur'an: Qur'anic verses 82-92 of Surah Aale-Imraan, by Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 68, recorded on April 23, 1989.
12:20 Kids Time: Programme no. 42.
12:50 Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 74-93.
13:05 Ramadhan Dars-e-Hadith [R]
13:30 Al-Tarteel [R]
13:55 Bangla Shomprochar
15:00 Live Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail
16:00 Kids Time [R]
16:30 Faith Matters: Programme no. 159, a contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
17:35 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Live Nashr-e-Ramadhan
19:05 Tilawat: Part 12. Surah Hood and Surah Yoosuf.
20:25 Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:30 Dars-ul-Qur'an [R]
23:00 Tilawat: Part 13. Surah Yoosuf to Surah Al Hijr.

Thursday June 08, 2017

00:00 World News
00:20 Faith Matters
01:20 The Holy Prophet (saw) And Ramadhan
02:25 Tilawat
03:25 Ramadhan Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
04:45 Dars-ul-Qur'an
06:05 Tilawat: Part 6.
07:00 Dars-e-Ramadhan
07:15 Yassarnal Quran: Lesson no. 47.
07:55 In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
08:30 Beacon Of Truth: Rec. May 8, 2016.
09:20 Shama'il-e-Nabwi (saw): The life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
09:55 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Qur'an: Qur'anic verses 57-61 of Surah Aale-Imraan, by Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 62, recorded on May 7, 1988.
12:40 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
13:05 Tilawat: Part 4. Surah Aale-Imraan.
13:20 Dars-e-Ramadhan [R]
13:35 Yassarnal Qur'an [R]
14:00 Friday Sermon: Recorded on May 26, 2017.
15:10 Pakistan in Perspective
15:45 Shama'il-e-Nabwi (saw) [R]
16:15 Persian Service
16:45 Beacon Of Truth [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:20 Live Nashr-e-Ramadhan
19:05 Tilawat: Part 6: Surah An-Nisaa and Surah Al-Maa'idah.
20:25 Faith Matters: Programme no. 160.
21:25 Dars-e-Ramadhan [R]
21:35 Dars-ul-Qur'an [R]
23:15 Tilawat [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org
Vol 24 Friday 02 June 2017 Issue No. 22

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی 2017ء

...’العین‘ موبائل آئی کلینک کا افتتاح۔ یہ موبائل آئی کلینک بینن میں استعمال کیا جائے گا۔ ہیومینٹی فرسٹ جرمنی کے تحت افریقہ میں ہینڈ پمپس اور نلکے لگانے کے پروگرام کے سلسلہ میں خریدی گئی Boring Rig اور بانجل (گیمبیا) اور ٹوگو (Togo) کے لئے خریدی گئی ایمبولینسز کا معائنہ۔

...واقفین نَو خدّام کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلاس

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

23؍اپریل بروز اتوار 2017ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بجکر پندرہ منٹ پر تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

’العین‘ موبائل آئی کلینک کا افتتاح

پروگرام کے مطابق دس بجکر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور ’’العین موبائل آئی کلینک‘‘ (Al-Ain Mobile Eye Clinic) کا معائنہ فرمایا اور بعدازاں اس کے ایک حصّہ میں لگی تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور اس کا افتتاح فرمایا اور دعا کروائی۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے ہیومینٹی فرسٹ جرمنی کو ایک موبائل آئی کلینک تیار کرنے کا کام سپرد فرمایا تھا۔ ہیومینٹی فرسٹ نے ایک خالی ٹریلر 11 ہزار یورو میں خریدا۔ اس کے بعد اس ٹریلر میں تمام ضروری میڈیکل آلات نصب کئے۔ اس کام کا آغاز 20 دسمبر 2016ء کو ٹرک ٹریلر کی خرید سے کیا گیا اور چار ماہ کی کوشش کے بعد اس آئی کلینک کو مکمل طور پر تیار کر لیا گیا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے اس موبائل آئی کلینک کو ’العین‘ کا نام عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 30 رضاکاران نے اس خدمت میں دن رات کام کیا اور حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی جانب سے تفویض کئے گئے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

اس موبائل کلینک میں چار کمرے بنائے گئے ہیں۔ ایک کمرہ تشخیص کیلئے بنایا گیا ہے جس میں آنکھ سے متعلقہ کسی بھی بیماری کی تشخیص کی جاسکتی ہے۔ ایک کمرہ ورک شاپ کا ہے۔ اس میں ہر قسم کی عینک موقع پر ہی بنائی جاسکتی ہے اور ضرورتمند کو اسی وقت دی جاسکتی ہے۔

اس ٹریلر کی خاص بات آپریشن تھیٹر ہے، جہاں بہترین اور صاف ستھرے ماحول میں آنکھ کا آپریشن کرنے کی سہولت بھی موجود ہے۔ خاص طور پر موتیا کے آپریشنز کی سہولت ہے۔ اور یہ تمام آپریشنز کے آلات جرمنی میں کئے جانے والے آپریشنز کے معیار کے مطابق ہیں۔ اس آپریشن تھیٹر کے ساتھ ہی ملٹی فنکشنل کمرہ ہے۔ اس میں پانی اور سِنک دستیاب ہے اور مریض کیلئے بیڈ کی سہولت بھی ہے۔ یہاں پر آپریشن سے پہلے مریض کو تیار کیا جائے گا، مثلاً anaesthesia وغیرہ کے لئے۔ یہ سٹاف کے لئے بھی changing روم کے طور پر استعمال ہوگا، جہاں آپریشن کے لئے سٹاف تیاری کرے گا۔ یہ کمرہ مریضوں کے لئے pre-operative اور post-operative کیئر روم کے طور پر بھی استعمال ہوگا۔

اس موبائل کلینک میں مکمل آئی سائٹ ٹیسٹ کی سہولت موجود ہے۔ یہ ٹیسٹ manually بھی ہوسکے گا اور آٹو میٹک بھی ہوسکے گا اور اس کے لئے auto refractor meter بھی نصب کیا گیا ہے۔

کورنیا کے ٹیسٹ کرنے کی سہولت بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ موتیا کی تشخیص، آپریشن اور آپریشن کے بعد کی care، آنکھ کے زخم کا علاج اور ہر قسم کی عینک تیار کرنے کی سہولت بھی اس کلینک میں مہیا کی گئی ہے۔

اس موبائل کلینک کی تیاری پر کُل 55 ہزار یوروز کے اخراجات ہوئے ہیں۔ یہ موبائل کلینک انسانیت کی خدمت کرنے کے لئے افریقہ کے ملک بینن بھجوایا جائے گا۔

☆ **حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ ہیومینٹی فرسٹ جرمنی کے پاس اپنی rig boring ہونی چاہئے تاکہ افریقہ میں جو ہینڈ پمپس اور نلکے لگانے کا پروگرام جاری ہے اس میں مزید سہولت پیدا ہو۔**

ہیومینٹی فرسٹ جرمنی کو Mercedes Benz Unimog Boring Rig خریدنے کی توفیق ملی ہے۔ یہ مشین مکمل طور پر hydraulic ہے اور 150 میٹر گہرائی تک ڈرِل کرسکتی ہے۔ اس کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ یہ نہ تو بہت چھوٹی ہے اور نہ ہی بہت بڑی ہے۔ اس لئے ہر جگہ آسانی سے پہنچائی جاسکتی ہے۔

اس بورنگ رِگ کے ساتھ مخصوص آلات بھی ہیں، مثلاً مختلف قسم کے پائپس، جن کی لمبائی کل 150 میٹر بنتی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف drills ہیں، جو کہ مختلف قسم کی زمین میں استعمال ہوسکتے ہیں۔ یہ بورنگ رِگ ہیومینٹی فرسٹ جرمنی نے 32 ہزار یورو میں خریدی ہے جو افریقہ کے ممالک میں نلکے لگانے کے لئے استعمال کی جائے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا بھی معائنہ فرمایا اور اس کے استعمال کے حوالہ سے مختلف امور کے متعلق دریافت فرمایا۔

☆ **ہیومینٹی فرسٹ جرمنی کو 2؍ایمبولینسز خریدنے کی بھی توفیق ملی ہے۔ ان میں سے ایک ایمبولینس بانجل، گیمبیا بھجوائی جائے گی اور دوسری ایمبولینس ٹوگو (Togo) بھجوائی جائے گی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان دونوں ایمبولینس کا بھی معائنہ فرمایا۔**

... ...

آج واقفین نَو (خدّام) اور واقفاتِ نو (لجنہ) کے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دو علیحدہ علیحدہ پروگرام رکھے گئے تھے۔

پہلا پروگرام واقفین نو (خدّام) کا تھا اور اس کا انتظام مسجد سے ملحقہ ہال میں کیا گیا تھا۔

... ...

واقفین نَو خدّام کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلاس

ساڑھے گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہال میں تشریف لائے اور واقفین نو خدام کے ساتھ پروگرام شروع ہوا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم حماد احمد نے کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزم توقیر احمد سہیل نے پیش کیا۔

بعدازاں عزیزم سعادت احمد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ کا عربی متن پیش کیا۔ اور عزیزم انصر افضل نے اس حدیث کا درج ذیل اردو ترجمہ پیش کیا۔

حدیث النبی ﷺ

[حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا کام بتائیے کہ جب میں اسے کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرنے لگے اور باقی لوگ بھی مجھے چاہنے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا سے بے رغبت اور بے نیاز ہوجاؤ، اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگے گا۔ جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کی خواہش چھوڑ دو، لوگ تجھ سے محبت کرنے لگ جائیں گے۔ (ابن ماجہ باب الزہد فی الدنیا۔ حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 803 صفحہ نمبر 640)]

اس کے بعد عزیزم عمران ذکا صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے درج ذیل اقتباسات پیش کئے۔

ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ کے بندے کون ہیں۔ یہ وہی ہیں جو اپنی زندگی کو جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دی ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا، اپنے مال کو اس کی راہ میں صرف کرنا اس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں مگر جو لوگ دنیا کی املاک اور جائیداد کو اپنا مقصود بالذّات بنا لیتے ہیں وہ ایک خوابیدہ نظر سے دین کو دیکھتے ہیں مگر حقیقی مومن اور صادق مومن کا یہ کام نہیں ہے۔ سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کردے تاکہ وہ حیات طیبہ کا وارث ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس للّٰہی وقف کی طرف ایماء کر کے فرماتا ہے: مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں